اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر ۴۰ | مطبوعہ ۲- اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء بروز جمعہ | جلد ۲۴

ایڈیٹوریل نوٹس

گلیڈسٹون کا درس

اگرچہ گلیڈسٹون صاحب پولٹیکس سے استعفا دے چکے تھے توبھی جس وقت کہ وہ کچھ کہتے ہیں بہت لوگ اس کے سننے اور قبول کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ جب سے کہ سلطان روم نے اپنی حکمت عملی آرمینیوں کی خونریزی کے لئے اختیار کی ہی۔ تب سے وقت بوقت گلیڈسٹون صاحب کچھ نہ کچھ لکھتے رہے ہیں۔ جیساکہ ناظرین کو معلوم ہی کہ تھوڑے عرصہ تک جور و جفا کم ہو گیا تھا اور امید کی جاتی تھی کہ آرمینین لوگ شاید جانبر ہو جائیں گے مگر افسوس کہ چند ہفتوں سے خبریں آتی رہی ہیں کہ مختلف جگہوں میں لوگ قتل کئے جاتے ہیں سنتے ہی لورپول میں ایک جلسہ کا بندوبست ہوا۔ جہاں گلیڈسٹون صاحب نیز اور صاحبان نے تقریر کی اور ثابت کیا کہ اب وقت آ گیا ہی کہ مسیحی مملکتیں دست اندازی کریں اور سلطان کو روک دیں۔ ابھی تک سلطنتوں نے کچھ نہیں کیا مگر ان کے اگنبوٹ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بہت لوگ جو کہ پہلے آرمینیوں کی امداد کے واسطے اپنے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے اب مدد کرنے کو کمربستہ ہو گئے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں کہ اگر یہہ خونخواری و خونریزی بند نہہوئی تو پورا پورا علاج کر دکھلائیں گے۔

بعض لوگ یہہ مغالطہ کھاتے ہیں کہ مسیحی لوگ خاص مسیحیوں کی خاطر جوش دکھلاتے ہیں مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جس آدمی میں اعلیٰ صفات انسانی موجود ہوں وہ ہر شخص کے واسطے ہمدرد ہوگا۔ البتہ یہہ سچ ہی کہ مسیحی لوگ زیادہ ہمدرد ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے مذہب کا بانی نیکی کرتا پھرا اور اُس کے پاس لاچار اور مظلوم اور محتاج اور دکھ سہنے والے اور تکلیف اُٹھانے والے ہمیشہ آتے اور موجود رہتے تھے ہمکو یقین ہی کہ اگر کوئی محمدی نواب محمدیوں پر استظلم کرتا ہی تو سب سے پہلے قوم انگریز مدد کرنے کو دوڑی آتی ہی۔ یاد رکھنا کہ انگریز لوگ مذہبی متعصب کہلانا ایک قسم کی گالی سمجھتے ہیں اور مظالم ارمینیا میں بڑے درجہ کی برداشت کی گئی اس سبب سے کہ یہہ مذہبی تعصب نہ سمجھا جاوے ایک اور بھی سبب ہی کہ ملکہ کی عملداری میں چار کروڑ محمدی بستے ہیں اور گورنمنٹ نہیں چاہتی کہ ان کی دلشکنی کرے لیکن ہر ایک امر کی حد ہوتی ہی اور اب آرمینیا کا جور و ستم ہر طرح سے روکنے کے لایق ہو گیا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ محمدی لوگ جن کے دلوں میں عام انسانی ہمدردی ہی ہمارے ساتھ متفق الرائے ہوں گے بیشک سلطان کی گورنمنٹ یہہ جواب دیتی ہی کہ اب جو خونریزی ہوئی آرمینیا لوگوں کی خود اپنی تقصیر کے سبب سے ہی۔ بلاشبہ جن آرمینیوں نے قسطنطنیہ کے بینک پر قابو کر لیا اُنہوں نے زیادتی کی لیکن اُنہوں نے خود سبب بیان کیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ شاید سلطنتہائے یورپ ہمکو مدد نہ دینگی۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ جان پر کھیل کر ان سلطنتوں کو اپنی مدد کے واسطے پھر توجہ دلائیں۔ اُن کی نااُمیدی حد سے گذر گئی تھی اور اس مایوسی کے عالم میں کچھ کر گذریں تو کیا؟ جو چین و امن میں بیٹھا ہوا ہی ان کو قصوروار ٹھہرا سکتا ہی۔ شعر

نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود + برآرد بچنگال چشم پلنگ +

ہم معزز و مکرم ملکہ وکٹوریا دام سلطنتہا کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ۲۳ ستمبر سے آپکی بابرکت مدت حکومت تمام شاہان انگلستان سے بڑھ چکی ہی قبل ازیں کسی بادشاہ انگلستان نے اتنی مدت حکومت نہ کی۔ اور نیز ہم اُنکی زندگی کے نیک نمونہ کیلئے خدا کا شکر کرتے ہیں کسی انسان میں طاقت نہیں ہی کہ اس بات کا اندازہ کر سکے کہ ملکہ وکٹوریا کی پاک زندگی سے انگلستان کے لوگوں پر کتنی نیک اور عمدہ تاثیر ہوئی۔ اس کا حساب خدائے علیم کو ہی معلوم ہوگا۔ اور اس نیک تاثیر کی شناخت یوم الحساب واضح ہوگی۔ اور فی الحال ہم خدا کی تعریف و ستایش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اگلے سال ساٹھ سالہ حکومت کے جشن کی دھوم دھام ہو اور خدا اس سے بھی زیادہ اس کو عمر درازی بخشے وہ اب اپنے تمام وقت

افشاں

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر

پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس صاحب + پادری ایچ گولکناتھ صاحب
مسٹر ایم۔ ایل رلیارام صاحب بی۔ اے + پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے
} اسسٹنٹ ایڈیٹرز

ہندوستان کی کایا پلٹ

اور

اس میں مسیحی مذہب کی ضرورت

نمبر ۵

سلسلہ کیلئے دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۲۵۔ اگست سنہ ۹۶ء

اسی طرح روم کی سلطنت میں قدیم یونانی مدارس کی تعلیم (مثلاً افلاطونی اور سٹائک اور ایکیڈمک اور ایپی کیورین والوں کی تعلیمات) یکساں مؤثر تھی۔ گبن صاحب فرماتے ہیں کہ قدیم دُنیا کی مذہبی حالت میں پورا اتحاد اور یہاں تک یگانگت کا رشتہ مستحکم تھا کہ ایک قوم دوسری قوم کے معتقدات کو بے تکلف اپنا سمجھکر عزیز سمجھتی اور مان لیتی تھی بقولِ مورخ اہل روم کی تو وہ اضطراری حالت ہو رہی تھی کہ وہ غیر قوم کی بیہودہ رسم و ریت کی خواہ وہ وحشی اور خانہ بدوش اعرابیوں کے ہو یا فنیسیا کے شہر و دیہات کے باشندوں کی فوراً تقلید کرنے پر معتقد ہو جاتے تھے +

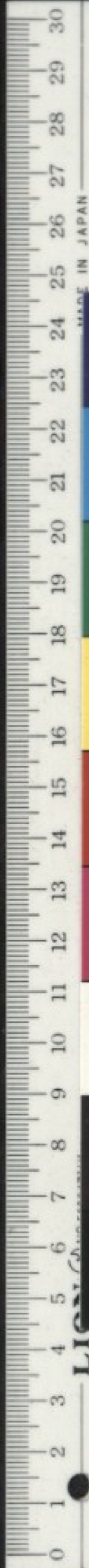
آگے چلکر آپ اپنی کتاب کی پہلی جلد کے آخر میں یعنے اسی نامی پندرہویں باب میں کہ جس میں وہ مسیحیت کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہو کہ مسیحیت نے اپنے آپکو موسوی شریعت کے بازو سے طاقتور پر اس کی زنجیروں کی پابندی سے آزاد ہو کر دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ فرماتے ہیں کہ حرف مسیحی لوگ رومی سلطنت میں عام لوگوں کے میل جول سے الگ تھلگ رہے۔ اور اس کی وجہ یہہ ہو کہ ان لوگوں کے میل جول کے طریقوں میں مذہبی ہوں یا دنیوی شادی کے ہوں یا غمی کے بیشمار ایسے دستورات اور رسومات تھے جو کمڑی کے جالے کی طرح انکے ہر ایک معاملہ میں تنے ہوئے تھے لہذا وہ غیر قوموں کے ایسے طریقہ جات سے محترز بلکہ متنفر رہتے تھے۔ اُن کی اس قسم کی علیحدگی پر طرح طرح کی پھبتیاں ان کو سُننی پڑتی تھیں کوئی تو انہیں روکھا پھیکا کہتا اور کوئی بے مروت اور طوطا چشمی کا خطاب دیتا۔ یہانتک کہ ٹیسی ٹس نے جو ایک لاطینی مورخ گذرا ہو اُنہیں "انسان سے نفرت کرنے والے" کہا ہو۔ مذکورہ بالا وجوہات پر مسیحیوں کو ناچار خلوت ہی میں رہنا پڑتا تھا۔ چنانچہ اسی طرح وہ اپنے خانگی معاملات کی اصلاح و تہذیب میں اندر ہی اندر دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتے چلے گئے۔ حتٰی کہ مسیحی مذہب بلا شور و شر ملکہ سروٹیرس اور ڈومشن جیسے ظالم بادشاہوں کے زہریلے سایہ میں بڑھتا اور بتدریج غیر قوم کے دلوں میں گھُستا چلا گیا یہانتک کہ فتحمند صلیبی علم دار الخلافہ کے کھنڈرات پر گاڑا گیا +

اس میں ذرا شک نہیں جیسا کہ گبن فیر صاحب بھی اپنی "مسیحی مذہب کا ابتدائی زمانہ" نامی کتاب میں فرماتے ہیں مسیحی مذہب نے صعوبتوں اور مصیبتوں کے بلا خیز طوفانوں میں ترقی کی ہو ایسی صعوبتیں اور مصیبتیں کہ جن کے تصور سے طائر خیال کے پر جلتے ہیں +

ہفتم۔ اب ہمارے خیال میں مضمون زیر بحث کو واضح کرنے کے لئے مطلع صاف ہو۔ ہندوستان کی اس موجودہ بے چین حالت میں جبکہ ہمارا ملک ہند بے پروائی اور کاہلی کے طوفان خیز سمندر میں غوطے کھا رہا ہو وہ کونسی صورتیں ہیں جن سے مسیحی مذہب کا ہندوستان میں داخل ہو ناگوارا ہو سکے۔ وہ وہی اسباب ہیں یعنے اثبات اور نفی جو ہندوستان میں مسیحی مذہب کے کامیاب ہونیکی تائید کرتے ہیں۔

اوّل وہ اسباب جو نفی میں داخل ہیں ان سے ہماری یہہ مراد ہو کہ موجودہ ہندوستان قدیم ہندوستان نہیں رہا۔ اب تو ہمارے نوجوان بیٹے اپنے آبا و اجداد کے بہت سے اوہام و معتقدات کو بالا بتایا۔ اور الحاد اور بیفکری کا دامن پکڑا ہو۔ مگر ابھی دل کے صحیح اور اصلی حالات کا فوٹو نہیں کھینچا جا سکتا۔ یہہ تو گویا ایک علامت ہو کہ ہند کا رخ اپنی تواریخی حالت کو بدلنے یا بالفاظ دیگر کایا پلٹنے پر کیسا تیار اور تلا کھڑا ہو۔ کیونکہ ہند اہل۔ مذہب ہو اور اسکی سوسایٹی سے مذہب سوشیل اور ملکی اسباب مدت تک جدا نہیں رہ سکتے۔ بلکہ ملک فرانس کی بھی یہی حالت رہی ہو کہ اُس نے کیتھلک طریق کو پسند نہیں کیا اور اس کو ایک ناملایم جوا سمجھکر اُتار ڈالا۔ یہانتک کہ رفتہ رفتہ مذہب سے ہاتھ دھو بیٹھے حالانکہ سنہ ۹۲ء کی بغاوت سے لیکر آجتک ان کی حالت ایک بے چین حالت رہی ہو اور بہت ان میں سے پروٹسٹنٹ طریق مذہب کو اختیار کرتے جاتے ہیں۔ تو پھر بھلا ہم کیونکر آیندہ ہندوستان کی نسبت یہہ خیال کئے بیٹھے رہیں کہ وہ بالکل مذہب سے ہاتھ دھو کر ملحد اور بیفکر ہو جائیگا۔ موجودہ زمانہ کی بیفکری اسبات کو ظاہر کرتی ہو کہ ہندو سوسایٹی کے چلتے پرزے ڈھیلے اور بوسیدہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور ایک زمانہ آنے والا ہو کہ وہ اپنی حالت کو ایک نئی بنیاد پر قایم کریگا۔ ایک زمانہ آتا ہو جبکہ قوم ایک حکومت اور اختیار کی پابند ہوتی ہو اور اعتقادات میں محکوم ہونا پسند کرتی ہو۔ اور ہر ایک بات کو بلا چون و چرا تسلیم کرتی ہو۔ پھر ایک اور زمانہ آتا ہو جبکہ وہ اپنے ہی فکر اور تدبر سے کام لیتی اور اندھی تقلید کے بجائے اپنی ذاتی رائے اور اجتہاد کو مقدم رکھتی اور اسی پر کاربند ہوتی ہو یہہ وہ حالت ہو جس میں اس کے تذبذب اور نکتہ چینی کا زمانہ شروع ہو جاتا ہو +

اس کا مفصل ذکر ہو چکا ہو کہ انگریزی تعلیم کے مہذب چمکدار اور تیز اوزاروں نے ہندوستان کے قدیم خیالات کی عمارت کے گرانے میں کیا کچھ ستم ڈھایا ہو وہ ذات پات کے بندھنوں



کا سلسلہ جو اہل ہند کے بند بند اور جوڑ جوڑ پر عنکبوتی جال کی طرح تنا ہوا تھا جس سے آدمی آدمی سے جدا کیا گیا اور رسم و ریت کا غلام بنایا گیا تھا ٹوٹ پھوٹ کر ہوا میں اُڑنے والا ہے وہ قدیم آداب معاشرت جو کہ منوسمرتی میں صاف صاف مندرج ہیں جن میں یہہ ہدایت ہے کہ ذات کے اٹل رکھنے کے واسطے کیا کیا کچھ ضروری ہے اور بخلاف اس کے بھرشٹ ہو جانے کیا کیا سزائیں مقرر ہیں کہ جن کو بھوگ کر آدمی پوتر اور صاف ہو سکے وہ سب ایک تقویم پارینہ کے حساب میں محسوب ہونے لگے ہیں۔ پنچایتی طریقہ جو ذات کو ذات سے وابستہ کرتا ہے اور جس میں شادی بیاہ کی بھی پابندی ہے اس کا زور موجودہ تعلیم کی وجہہ سے روز بروز گھٹتا چلا جاتا ہے +

پہلے جو غیر ملکوں میں جانے پر ہندؤں میں برادری سے خارج کرنے کے شور و غل اور بڑی لمبے وائے ہوا کرتی تھی اب دفعتہً بجھتی جاتی ہے اور برادری سے خارج کئے جانے کے فتوے بھی اب طاق پر دھرے جانے لگے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جبکہ بعض گناہ ہندؤں کے اخلاقی قاعدے کے مطابق اس درجہ پر سمجھے جاتے تھے جن سے مخلصی نہیں ہو سکتی۔ اب وہ ایسی خطاؤں میں شامل کئے گئے ہیں جو بآسانی معاف ہو سکتے ہیں یہانتک کہ اگر کوئی اپنے گھر میں مسلمان عورت بطور کنیز رکھے یا اپنی زندگی آوارہ گردی اور طرح طرح کے فواحش میں بسر کرے تو وہ موجودہ رواج کے مطابق ذات سے خارج نہیں کیا جاتا اور نہ ہی مستوجب سزا سمجھا جاتا ہے +

تعلیم یافتہ نوجوان ہندو عموماً مختلف ذاتوں میں باہمی شادی کر لینا عار نہیں سمجھتے بلکہ اس امر میں کمال اشتیاق ظاہر کرتے ہیں مگر انگریزی ہندو قانون جو کہ قدیم ہندو رواج پر مبنی ہے اس کا مانع ہے کیونکہ وہ قانون اس اولاد کو جو مختلف ذات کے مرد اور عورت سے پیدا ہو محروم الذات کے ٹھہراتا اور اصلی نہیں تسلیم کرتا +

ادہر انگریزی تعلیم کے آزادانہ اشاعت نے اور بہی بربادی ڈہائی ہے کہ ادنیٰ ذات کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر مقرر ہو گئے ہیں اور عموماً اعلیٰ ذات کے لوگ ان کی ماتحتی میں آ گئے ہیں جیسے گویا مخدوم خادم اور خادم مخدوم بن گیا۔ برہمن جو ایک مقدس اور متبرک گروہ تھا وہ بھی اس آزادی تعلیم کے ہاتھ سے ایسی ذلیل حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ ویش اور کھتری بلکہ شودروں تک کی رسوئی اُن کے بغیر تیار نہیں ہو سکتی۔ اِن بیچارے تقدیر مآب برہمنوں کی حالت پر واقعی رحم آتا ہے کہ کہاں تو وہ ودیا کے محافظ سمجھے جانے چاہئے تھے اور کہاں اب یہہ دردشا ہو رہی ہے کہ بیچاروں کو رسوئی گری کے ذلیل پیشہ سے پیٹ پالنا پڑتا ہے ؎ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا +

شودروں اور دیگر ادنیٰ قوموں کے عروج اور برہمنوں کی موجودہ ذلت کو دیکھکر بے اختیار گلستاں کے یہہ شعر یاد آ جاتے ہیں + شعر

پسران وزیر ناقص عقل + بگدائی بروستا رفتند
روستا زادگان دانشمند + بوزیری بہ بادشاہ رفتند

اس جماعت کے اکثر لوگ اب تجارت و زراعت اور دیگر ادنیٰ پیشوں کے اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں آخر کیا کریں پیٹ ظالم ہے۔ روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر + کیونکہ نہ تو ان کی اگلی سی توقیر ہی رہی اور نہ وہ متھرا کے مزیدار پیڑے سردھولیں کے کچے چٹھے کی آریہ صاحبوں نے وہ قلعی کھولی ہے کہ اب کوئی ہندو بھولے بھٹکے پھنستا بھی ہے تو وہ دشٹر بے دار کھریں اور مزیدار حلوے مانڈے کہاں۔

واقعی تعلیم یافتہ پارٹی اب اپنی ذات میں شادی کرنے کی مشکلات کو بڑے زور سے محسوس کر رہی ہے چونکہ ان کو ایک ایسے مونس کی ضرورت ہوتی ہے جو ہر طرح ان کی مہذب با اخلاق و عادات کے موافق ہو اور جب وہ ایسا مونس اپنی ذات میں نہیں پاتے تو ناچار دوسری ذات میں جہاں کہیں ان کو حسب دلخواہ اور اطمینان بخش صورت نظر آئے جھجک پڑتے اور شادی پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کئی ایک صوبہ جات میں ایسا ہوا بھی ہے غرضیکہ ہر ذات پات کی قیود اور بندہن اب حرف غلط کی طرح مٹے جاتے ہیں۔ اور جب ذات پات کا فرق ہی جاتا رہا تو شودر اور برہمن کا فرق بھی کہاں رہا اور یہی وجہہ ہے کہ اب تو شودر بھی زاویہ گمنامی سے نکل نکل کر بیچارے فلک زدہ برہمنوں کا منہہ چڑانے لگے ہیں +

باقی رہا کھانے پینے اور چھوت چھات کا کھیڑا سو اسکا تو اب ذکر ہی فضول ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندؤں کا اگر کچھ مذہب ہے تو چھوت چھات اور حقہ پانی کا ہے اور بس پر تعلیم یافتہ حضرت نے تو اس روک ٹوک کو بھی اب خیرباد کہدیا ہے۔ اب تو موٹے تازے پلے ہوئے دنبوں پر ہاتھ صاف ہوتا ہے ریفرشمنٹ روم میں بے تکلف جاتے اور ہر ایک قسم کے کھانے پینے والے کھانوں میں بے روک ٹوک شامل ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض زندہ دل تو ایسے بھی پیدا ہو چلے ہیں جو گوشت کو شیر مادر سمجھتے ہیں یہاں تک کہ کھانوں کی تیاری خاص انگریزی فیشن کی ہوتی ہے اور اس خاص مطلب کے لئے انگریزی کھانوں سے واقف خانسامے ملازم رکھے جاتے ہیں چھری کانٹے تک کو کھلے بندوں استعمال کرتے ہیں۔ انگریزوں کو دعوت دیتے اور خود ان کی دعوت میں شریک ہوتے جاتے ہیں +

لباس کی طرف غور کرو تو یوں تو تمام ہندوستان میں کوئی ایسا شاذ و نادر ہی نکلیگا جس کی پوشاک میں کچھ نہ کچھ انگریزیت نہ پائی جائے۔ مگر تعلیم یافتہ جماعت نے تو کمال ہی کر دیا ہے کہ بوٹ پتلون کے علاوہ جاکٹ اور انگریزی طرز کی ٹوپی کا بھی استعمال شروع کر دیا ہے تراش خراش کا یہہ عالم ہے کہ سر کے بال بھی انگریزی طرز کے رکھے جانے لگے ہیں بلکہ بعض تو سر کے بالوں میں سے ایک آڑھی لکیر نکالکر اور ڈاڑھی کو ٹھوڑی پر سے منڈا کر اور بڑے بڑے گل مچھے نکال کر بالکل انگریزوں کی نقل کرنے پر اتر پڑے ہیں غرضیکہ لباس پوشاک کھانے پینے اور تراش و خراش اور ہر ایک بات میں انگریز

بنتے بلکہ ممکن ہو تو انگریزی بیوی رکھنے تک کی خواہش معلوم ہوتی ہے +

پس جبکہ ہندوستان کا یہہ حال ہے کہ اس نے کایا پلٹی اور پلٹ رہا ہے اور ہنوز تبدیلیوں کا طوفان بپا ہے تو لاریب ایسے وقت میں ایک ایسے پیشوا کی ضرورت ہے جو اصلاح کا بیڑا اٹھاوے اور اُن کو ہر ایک قسم کے سوشیل اور ملکی اور دینی نقائص سے آزاد کرے -

اس میں بھی شک نہیں کہ انہی میں سے ایک ایسا فرقہ اُٹھ کھڑا ہوگا جو قدیم ہندوستان کے راگ الاپے گا اور اس طرح پر قدیم اور جدید ہندوستان میں مقابلہ شروع ہو جائے گا دونوں طرف کی فوجیں باہم صف آرا ہونگی اور پھر ایک قطعی فیصلہ ہوگا کہ ہندوستان کا رُخ کسطرف ہے +

ہم مکرر کہتے ہیں کہ بہت سے نوجوانوں نے حال ہی میں مسیحیوں کے طریقوں کو اختیار کر لیا ہے گو ابتک وہ عیسائی نہیں ہوئے پر مسیحی طریقوں کے دلدادہ ہیں جیسا کہ بوٹ کوٹ پتلون اور خورد و نوش اور چہرہ وغیرہ کی تراش و خراش کے متعلق اوپر ذکر کردیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ عیسائیت کی ظاہری روش پر کیسے محو ہو رہے ہیں اور یہہ اس بات کا پیش خیمہ سمجھئے کہ آیندہ وہ ضرور بآسانی عیسائی ہوں گے +

اس مضمون کا پہلا حصہ ختم ہوتا ہے پبلک کی خواہش پر ہم دوسرا حصہ بھی چھاپدیں گے +

غور طلب

مبارک وے جو راہ میں کامل رفتار ہیں اور خداوند کے شرع پر چلنے والے ہیں - مبارک وے ہیں جو اُس کی شہادتوں کو یاد رکھتے ہیں اور اپنے سارے دل سے اُسے ڈھونڈھتے ہیں وے بدی بھی نہیں کرتے - وے اُس کی راہوں پر چلتے ہیں +

مراسلات

دیانندی آریوں کا نئی مے کو پُرانی مشکوں میں بھرنیکی کوشش کرنا

(ویدوں میں بہت سے دیوتاؤں کی پرستش پائی جاتی ہے)

پنڈت دیانند کا دعویٰ ہے کہ ویدوں میں صرف واحد خدا کی پرستش پائی جاتی ہے - دیوتا پرستی کا ذکر ویدوں میں موجود نہیں ہے - ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پرستش کا بیان صرف پرانوں میں پایا جاتا ہے مگر ویدوں کے دیگر عالم بر عکس اس کے کہتے ہیں کہ ویدوں میں بہت سے دیوتاؤں کی پرستش پائی جاتی ہے یہانتک کہ اُن دیوتاؤں کے مختلف ناموں - والدینوں - بیویوں اور بچوں اور مقاموں کا نام کہ جہاں وہ رہتے تھے بیان کیا جاتا ہے اور اُن کا ایک مان لینا ایسا لغو اور بیوقوفانہ خیال ہے کہ جیسا ۳۳ الگ الگ شخصوں کو ایک شخص مان لینا -

نروکت میں جو ویدوں کی سب سے پرانی تفسیر آج کل موجود ہے لیسک کہتا ہے کہ ”تین دیوتا ہیں یعنے اگنی جس کا مقام زمین پر ہے - وایو یا اندر جس کا مقام ہوا میں ہے اور سوریہ یعنے سورج جس کا مقام آسمان میں ہے“ ”یہہ دیوتے اُسی طرح سے ایک ہو سکتے ہیں جسطرح سے پروہت مختلف نام مختلف قربانیوں کے چڑہاتے وقت لیتا ہے“ یا ”ممکن ہے کہ یہہ سب دیوتے الگ الگ ہستیاں ہیں کیونکہ ہر ایک کی اُستتی یعنے حمد ایک دوسرے سے مختلف طرح سے کی جاتی ہے اور نیز جدا جدا لقب دئے جاتے ہیں“ ”یہلا خیال وید کے اکثر رشیوں کا نہیں تھا تو کتنا کم اُن لوگوں کا ہو سکتا ہے جو ان گیتوں کو صرف میلوں یا تیوہاروں کے موقعوں پر گاتے تھے“

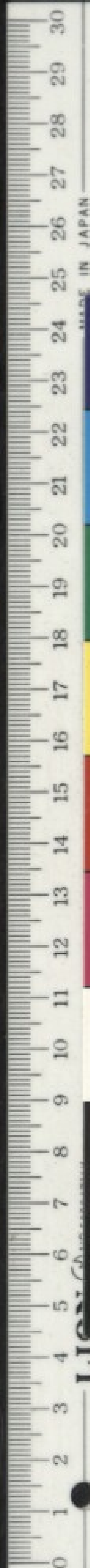
لیسک اپنی کتاب کے آخری حصے میں ان دیوتاؤں کی تقسیم اس ترتیب سے کرتا ہے خاکی - ہوائی - آسمانی -

ویدوں میں اکثر ۳۳ دیوتاؤں کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً ”اے دیوتاؤ جو تم گیارہ آسمان میں ہو اور جو گیارہ زمین پر ہو اور جو اپنے جلال میں گیارہ ہوائی پانیوں میں رہتے ہو ہماری قربانی کو قبول کرو“ ”اے اگنی اپنی عادت کے مطابق لا اور ۳۳ دیوتاؤں کو ان کی بیویوں سے خوش کر“ بعض جگہہ ۳۳ سے بھی زیادہ دیوتاؤں کا ذکر پایا جاتا ہے مثلاً ایک جگہہ لکھا ہے ”۳۳۳۹ دیوتاؤں نے اگنی کی پرستش کی“ -

پروفیسر میکس مولر صاحب کہتے ہیں کہ اگر ویدوں کے مذہب کی تعریف کرنا مناسب سمجھا جاوے تو ہمکو کہنا پڑیگا کہ ویدوں کا مذہب متعدد دیوتاؤں کی پرستش ہے نہ کہ واحد خدا کی پرستش +

چونکہ رگوید کے گیتوں کو کئی مصنفوں نے کئی صدیوں کے عرصے میں تصنیف کیا اس واسطے اُن میں اکثر متضاد باتیں پائی جاتی ہیں بعض بعض گیتوں میں تو متعدد دیوتاؤں کی پرستش صاف صاف ظاہر ہوتی ہے اور بعض میں دھندلی سی اور اگر ان گیتوں کا خیال چھوڑ دیا جاوے تو بعض کی نسبت ہم یہہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان میں ایک خدا کی پرستش پائی جاتی ہے - اس کا سبب پروفیسر میکس مولر صاحب یہہ بتلاتے ہیں ”ویدوں کی دیوتا پرستی سے پہلے ایک واحد خدا کی پرستش پائی جاتی تھی اس واسطے بے شمار دیوتاؤں کی تعریف کرتے وقت واحد اور لامحدود خدا کا خیال بت پرستی کی پوجا کے درمیان اُسی طرح سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ جس طرح سے نیلا آسمان جو بادلوں سے ڈھنپا ہوا ہے کبھی کبھی نظر آجاتا ہے“

پروفیسر صاحب کا یہہ قول بائبل کی تعلیم کی تائید کرتا ہے - بائبل کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کے دُنیا میں آنے سے پہلے انسان واحد خدا کی پرستش کرتا تھا مگر جب گناہ دنیا میں آگیا تو اُسی وقت سے انسان خدا سے جدا ہو گیا اور گناہ کی



تاریکی نے بڑھتے بڑھتے انسان کو یہاں تک پہنچا دیا کہ وہ زندہ اور سچا خدا کو جو اُس کا مالک اور خالق تھا بھول کر مخلوق کی پرستش کرنے لگ گیا۔

پادری نحمیاہ گورے صاحب اس کا بیان اس طرح سے کرتے ہیں کہ :- " جاہل سے جاہل بت پرستوں سے اگر پوچھو تو وہ بتلاویں گے کہ حرف ایک ہی خدا ہے کہ جس کو وہ پرم آتما کہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی یہہ کہے کہ موجودہ زمانہ کے ہندو بہت سے دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ یہہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ حرف ایک ہی خدا ہے مگر جس حالت میں کہ وہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں اس واسطے وہ واحد خدا کے پرستار نہیں کہلا سکتے۔ کیا یہی حال رگوید کے سب سے قدیم گیتوں کے مصنفوں کا نہیں تھا۔ اُنہوں نے کہیں کہیں خدا کا ذکر کیا ہے۔ مگر خاص طور سے وہ اگنی - وایو اور اندر اور کئی حقیقی اور فرضی مخلوقوں کی پرستش کرتے تھے۔ کیا کسی کو بُت میں دیوتے کی پرستش کرنا آگ اور ہوا کی پرستش سے بدتر معلوم ہوتا ہے؟ اس کا کیا سبب ہے؟ یہہ کہ بت ایک بڑی ناچیز چیز معلوم ہوتی ہے اور آگ اور پانی اُس سے بڑھکر جلالی اور لطیف عنصر ہیں؟ ایسے شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اُس شخص پر عیب نہ لگاوے کہ جو سونے اور چاندی کی مورتوں میں دیوتاؤں کی پرستش کرتا ہے۔

ہم سب واحد خدا پر یقین رکھتے ہیں اور اُس کو قادر مطلق اور عالم الغیب وغیرہ کہتے ہیں۔ زمانۂ حال کے فیلسوفوں اور دینی کتابوں کے عالم مصنفوں نے بڑی بڑی مضبوط دلایل سے ایسے خدا کی ہستی کو ثابت کیا ہے لیکن ہم اور بہت سے دیوی دیوتاؤں کی بھی پرستش کرتے رہے ہیں۔ اسیطرح سے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح کوئی شخص یہہ کہہ سکتا ہے کہ رگوید میں حرف واحد خدا کی پرستش پائی جاتی ہے اس لئے کہ اس کے حرف بعض بعض فقروں میں خدا کا ذکر پایا جاتا ہے؟ اگر کوئی شخص ایسا کہہ سکتا ہے تو پھر کیا سبب ہے کہ وہ یہہ خیال نہ کرے کہ تمام کتابوں بلکہ زمانۂ حال کے ہندؤں کی کتابوں میں بھی واحد خدا کی پرستش پائی جاتی ہے اور کس لئے وہ ہر ایک ہندو کو واحد خدا کی پرستش کرنے والا نہ جانے،، باقی آیندہ

افشائے رازِ محمدیؐ

بقیہ

سورہ انعام ۱۳- ۱۰۹- واقسموبالله جهد ايمانهم لئن جاءتهم اية ليؤمنن بها ء قل انما الايت عند الله ومايشعركم انها اذاجاءت لا يؤمنون-

ترجمہ اور قسم کھائی تھی اُنہوں نے ساتھ اللہ کے سخت قسموں اپنی کے البتہ اگر آویگی ان کے پاس کوئی نشانی البتہ ایمان لاویں گے ساتھ اس کے کہہ سوائے اس کے نہیں کہ نشانیاں اللہ کے نزدیک ہیں۔

ناظرین اس آیت کے مطلب پر بھی نگاہ غور فرماویں کہ منکرین اسلام کیا چاہتے تھے۔ منکرین اسلام ضرور معجزہ دیکھنا چاہتے تھے۔ اور معجزہ دیکھکر ایمان لانے پر مجبور تھے۔ اور انکا یہہ خیال شرارت کا خیال نہ تھا بلکہ نہایت نیک خیال تھا۔ کہ پیغمبر جو خدا کی طرف سے پیغام لاتا ہے اُس کے ساتھ قدرت الٰہی کا نشان ہونا جس کو معجزہ کہتے ہیں ضروری امر ہے۔ ورنہ بغیر معجزے کے پیغمبروں کی پیغمبری سے ناک میں دم آجائیگا۔ اور وے یہہ بھی سوچتے ہوں گے کہ اگر ہمنے بغیر معجزے کے محمد صاحب کو پیغمبر مانا اور ان کی اطاعت کی توکل کو محمد صاحب کی اطاعت چھوڑنی پڑیگی کیونکہ وے لوگ اس طور سے پیغمبر بن جانے کو نہایت آسان بات خیال کرتے تھے۔ اور یہہ بھی سوچتے ہوں گے کہ اگر بغیر معجزے کے محمد صاحب کو نبی مانا مگر ان کی اطاعت ہم پر واجب ہوئی۔ تو ہم کیوں کسی کی اطاعت کریں ہم خود نبی کیوں نہ بن جائیں اور اپنی ہی اطاعت کیوں نہ کرا چھوڑیں معجزہ تو پیغمبری کی شرط نہیں ہے۔ غرضکہ ایسے ایسے توہمات کا علاج کرنے کے واسطے ان لوگوں نے یہہ عہد کیا کہ بغیر نشانی یا معجزہ دیکھے ہم ایمان ہرگز نہ لاویں گے۔ اب غور کیجئے کہ خدا کی طرف سے محمد صاحب کیا جواب دیتے ہیں؟

کہہ سوائے اس کے نہیں کہ معجزے خدا کے پاس ہیں۔ یعنے یہہ بات بالکل جھوٹ ہے کہ میں معجزے لیکر آیا ہوں۔ کیونکہ میں خدا نہیں ہوں معجزے خدا کے پاس ہیں پس میرے پاس معجزے کی قدرت ہے اور نہ میں معجزہ لیکر آیا ہوں ورنہ معجزہ دکھا سکتا ہوں یہاں پر اگر کوئی کہے کہ محمد صاحب معجزے دکھا سکتا تھا؟

تو ہمارا جواب یہہ ہے کہ پھر محمد صاحب کے پاس معجزہ کیوں نہیں تھا؟ کیا یہہ آیت جھوٹ کہہ رہی ہے کہ معجزے خدا کے پاس ہیں؟ اگر محمد صاحب پاس معجزے ہوتے تو جبرائیل یہہ خبر کیوں لاتا؟-

پھر اگر محمد صاحب معجزے دکھا سکتے تھے تو محمد صاحب کو خدا جھوٹ سکھلا رہا ہے کہ تو کہہ دے معجزے خدا کے پاس ہیں حالانکہ محمد صاحب معجزے دکھا سکتا تھا اور اس باعث سے معجزے محمد صاحب کے پاس تھے!-

علاوہ اس کے غور کرنا چاہئے کہ اگر معجزے سچ مچ خدا کے ہی پاس تھے جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے تو اس سے کیا محمد صاحب کی نبوت ثابت ہو جائیگی؟ ہرگز نہیں یہہ بھی بہانہ تھا۔ کیونکہ سورج کا نکلنا معجزہ ہے اور یہہ قدرت خدا کے پاس ہے کیا اس معجزے سے محمد صاحب کی نبوت ثابت کی جائے؟ چاند کا ہونا اس کا بڑھنا اور گھٹنا معجزہ ہے کیا یہہ بھی محمد صاحب کی نبوت کا ثبوت ہے؟-

بادل کا ہونا اور غایب ہو جانا اور پانی کا اندازے سے برسنا ایک معجزہ ہے جو خدا کے پاس ہے کیا اس سے محمد صاحب کی نبوت ثابت ہے؟-

ہر ایک چیز کی پیدایش اور موت ایک ایسا معجزہ ہے جو خدا کے پاس ہے کیا یہہ بھی محمد صاحب کی نبوت کا ثبوت ہے؟

ہرگز نہیں۔ پس جبکہ وہ معجزے جن کا بیان ہوا جو خدا کے پاس ہیں نبوتِ محمدی کا ثبوت نہیں اور محمد صاحب کو بیکرامت ظاہر کر رہے ہیں تو وہ معجزے جن کی طرف اشارہ کر کے کہا جاتا ہے کہ معجزے خدا کے پاس ہیں کیسے ثبوت ہو سکتے ہیں؟ یوں خدا کے پاس معجزے ہی نہیں بلکہ اُس کے پاس اور بھی بہت کچھ ہے؟ یہہ کچھ محمدی نبوت کا ثبوت نہیں؟ پر یہاں پر سوال یہہ ہے کہ وہ قدرت جس سے خدا اپنے نبیوں کو اپنی طرف سے ہونا یا کسی خاص کام کے لئے خدا کی طرف سے مقرر کیا جانا ثابت کیا کرتا ہے وہ قدرت اے محمد صاحب تجھہ کو ملی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب صاف یہہ ہے کہ مجھکو نہیں ملی۔ پس محمد صاحب کو معجزہ نہیں ملا۔

سورہ انعام ۱۴ رکوع ۔ ولو اننا نزلنا الیھم الملئکۃ وکلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شیٔ قبلاً ما کانو الیؤمنوا الا ان یشآء اللہ ولکن اکثرھم یجھلون ۔

ترجمہ اور اگر ہم اُتارتے طرف ان کے فرشتے اور بولتے اُنسے مُردے اور اکٹھا کر لاتے ہم اوپر ان کے ہر چیز کو مقابل نہ ہوتا کہ ایمان لاویں ۔ مگر یہہ کہ چاہے اللہ و لیکن اکثر ان کے جاہل ہیں +

اس آیت سے ذیل کی باتیں قایم ہوتی ہیں۔

۱ کہ فرشتوں کا اُترنا اور مُردوں کا بولنا منکرین اسلام کو کبھی ایمان پر مجبور نہ کرے گا ۔ اس لئے فرشتے اُتارے نہیں جاتے اور مُردے بولائے نہیں جاتے ۔ ورنہ فرشتوں کے لشکر بھیجے جاتے ۔ کیوں صاحبان جب کوئی ایمان ہی لا چکا تو پھر معجزہ دیکھنے اور دکھانے کی ضرورت کیا؟ یہہ مغالطہ ہے۔

۲ کہ جب خدا جانتا تھا کہ منکرین اسلام ایسے ویسے معجزے دیکھکر بھی ایمان نہ لاویں گے ۔ تو محمد صاحب کو کیوں بھیجا؟ کیا محمد صاحب کے بھیجنے کا بیفائدہ ہونا خدا کو معلوم نہ تھا؟۔

تو بھی محمد صاحب کو بھیجا۔ اس طور سے ان لوگوں کے روبرو ایک مُردہ بھی جلا دیا ہوتا ۔ اس میں خدا کا نقصان کیا تھا؟ لوگوں کو معجزہ تو مل جاتا اور ان کا منہہ تو بند ہو جاتا ۔ پھر وہ مانتے یا نہ مانتے ان کے سر پر عذاب ہوتا ۔ لیکن یہہ کیا بہانہ ہے کہ وہ نہیں مانینگے؟ پھر خدا یہہ بھی تو جانتا تھا کہ محمد صاحب کو نہیں مانینگے جیسے ان کے نہ ماننے کی وجہہ سے معجزے نہ دئے گئے ویسے ہی ان کے نہ ماننے کے باعث محمد صاحب رسالت سے کیوں علیحدہ نہ کئے گئے؟ غرض یہہ ہے کہ کچھ پاس نہیں ہے +

۳ اگر ایمان لانا یا خدا کو قبول کرنا بندوں کے اختیار میں سچ مچ کچھہ نہیں ہے بلکہ خدا کے اختیار میں اور جب خدا چاہے تب ہی وہ ایمان لا سکتے ہیں ۔ معجزوں کے دیکھنے پر کچھہ منحصر نہیں ۔ مُردوں کے جی اُٹھنے کا کچھہ فائدہ نہیں ۔ تو محمد صاحب کی کیا ضرورت تھی؟ اس سے پایا گیا کہ محمد صاحب نے ضرور خدا کی مرضی کے خلاف دین اسلام کو پھیلایا ۔ کیونکہ خدا نے نہیں چاہا کہ کوئی آدمی محمد صاحب پر بغیر معجزہ کے اور ساتھ معجزے کے ایمان لاوے ۔ بلکہ ایک آدمی بھی محمد صاحب پر ایمان نہ لایا ۔ آخر کو محمد صاحب کو جہاد کرنا پڑا ۔ اور جہاد کرنے میں بھی خدا کا مقابلہ ہوا کیونکہ زبردستی سے اسلام پھیلایا گیا اگر خدا چاہتا تو سب کے سب ایکدم میں مسلمان ہو جاتے اور خوشی سے اسلام کو قبول کرتے؟ لیکن چونکہ خدا نے ان کو ایمان لانے سے روکا تب ہی کروڑوں آدمیوں نے جان دیدیا پر اسلام کو قبول نہ کیا ۔ پس وہ شخص بہ نسبت محمد صاحب کے زیادہ خدا کے تابعدار تھے کیونکہ خدا نے ان کو کہا کہ تم ایمان مت لانا اور وے ایمان نہ لائے ۔ اور محمد صاحب نے کچھہ خیال نہ کیا کہ خدا نے آپ ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر پردے اور مُہریں لگا دی ہیں ۔ میں کیوں مُہروں کو توڑوں؟ پر جہاد کے آگے خدا کی لگی لگائی مُہروں کا پتہ نہ رہا پس تابعدار کیوں ہوئے؟ غرضکہ معجزہ نہ دیکر سو عیب کھڑے کر لئے ۔ لیکن معجزہ نہ دیا؟ ۔

۴ جبکہ ان آدمیوں کا ایمان لانا خدا کو نامنظور تھا تو قرآن کے بھیجنے کی ضرورت کیا تھی؟ کیا قرآن کا آنا فضول نہ تھا جیسے کہ معجزے کا دکھانا ان کے لئے فضول تھا؟ پس اس کی بھی کچھہ حاجت نہ تھی اور نہ ہے؟ کیونکہ اگر خدا چاہتا تو ہم بغیر قرآن کے اس کو مان لیتے جیسے کہ اگر خدا چاہتا تو منکرین اسلام بغیر معجزے کے اسلام کو قبول کر لیتے پر خدا نہیں چاہتا کہ ہم اسلام کو قبول کریں؟ تو کیا ہم اسلام قبول کر کے خدا کی مرضی کا مقابلہ کریں؟ ہم سے ایسا نہ ہوگا۔

باقی آیندہ

بقیہ

کیا قرآن میں کُتب مقدسہ بائبل کی تحریف کا دعویٰ ہے؟

قبل ازیں ہم قرآن کی اُن آیات کا بیان کہ جن میں زبانی تحریف کا الزام یہود و مدینہ خصوصاً اُن پانچ رئیسوں و مخالفان یہود و مدینہ کو دیا گیا ہے بموجب تفاسیر و احادیث کے پیش کر کے یہہ ظاہر کر چکے ہیں کہ قرآن میں کتب مقدسہ بائبل کی تحریف کا دعویٰ نہیں کیا گیا ۔ اور توریت و انجیل کو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اُتارا تھا اُسی طرح ہیں اور ان میں کوئی حرف بدلا نہیں گیا اور سب کتابیں جو اللہ کی طرف سے ہیں وہ محفوظ رہی ہیں اور ان میں تحریف کرنا بالکل ناممکن تھا۔ اب ہم ناظرین پر یہہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ برعکس اس کے قرآن کتب مقدسہ بائبل کی تصدیق کرتا اور اُن کو سند گردانتا اور اُن پر ایمان لانے اور اُن کو قایم رکھنے اور اُن کے حکم کی

تعمیل کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور جو لوگ کُتب مقدسہ کی تکذیب کے درپے ہو کر اُن کا انکار کرتے اُن کو دوزخی و بخت عذاب کے مستوجب قرار دیتا ہے۔ وہو ہذا۔

قرآن کُتب مقدسہ بائبل کی تصدیق کرتا ہے۔

اعمران - ۹ رکوع ۳۸ - قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ۔

ترجمہ - کہہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور اُس چیز کے کہ اُتاری گئی اوپر ہمارے اور اُس چیز کے کہ اُتاری گئی اوپر ابراہیم کے اور اسمٰعیل کے اور اسحاق اور یعقوب کے اور اولاد اُس کی کے۔ اور جو دی گئی موسیٰ اور عیسیٰ اور سب نبیوں کو پروردگار اُن کے سے نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے اُن میں سے اور ہم واسطے اسی کے فرمانبردار ہیں۔

اب صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب کو یہہ گمان تک بھی نہیں تھا کہ کُتب مقدسہ بائبل اُس کے وقت سے پہلے یا اُس کے وقت میں تحریف ہو گئی ہیں۔ اور اگر وہ جانتا کہ وہ تحریف ہو گئی ہیں تو ضرور محرف و غیر محرف میں فرق کرنا واجبی و لازمی جانتا۔ لیکن وہ تو بجائے فرق کرنے کے اس آیت و سورہ بقرہ ۱۶ رکوع ۱۳۶ میں اُن کتابوں کو جو موسیٰ و عیسیٰ اور نبیوں کو خدا نے دیں قرآن کے برابر ماننے و اُن کے درمیان مطلق فرق نہ کرنے کی سخت تاکید کرتا ہے چنانچہ صاف کہتا ہے۔ "نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے اُن میں سے اور ہم واسطے اُسی کے فرمانبردار ہیں"۔ جائے غور ہے کہ اگر کُتب سماوی تحریف ہو گئی تھیں تو وہ پھر کیوں قرآن کے برابر مانے جانے و فرمانبرداری کا حق رکھتی تھیں۔ لہذا ظاہر ہے کہ محمد صاحب کے یہہ تو خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ کتب مقدسہ تحریف کی گئی ہیں۔ ورنہ وہ کلام محرف و انسانی ساختہ کو کلام خدا مان کر اُن کی فرمانبرداری کا جو اپنے اور اپنے پیروؤں کی گردن پر رکھنا ہرگز جائز نہ سمجھتے۔ پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے دعوی تحریف کتب مقدسہ کا کبھی نہیں کیا بلکہ بجائے اس کے کتب مقدسہ بائبل کی تصدیق کی ہے۔

۲ - احقاف - ۲ رکوع ۱۲ - وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰٓی اِمَامًا وَّرَحْمَۃً وَھٰذَا کِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا۔

ترجمہ - اور پہلے اس سے کتاب ہے موسیٰ کی پیشوا اور رحمت اور یہہ کتاب سچا کرنیوالی ہے اُس کو بولی عربی میں تو کہ ڈراوے اُن لوگوں کو کہ ظلم کرتے ہیں۔

۳ - انعام ۱۱ رکوع ۹۲ - وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا۔

ترجمہ - اور یہہ کتاب ہے اُتاری ہے ہم نے اُس کو برکت والی سچا کرنے والی اُس چیز کو کہ آگے اُس کے ہے اور تو کہ ڈراوے تو مکے والوں کو اور اُن کو کہ گرد اُس کے ہیں۔

(نیز دیکھو عمران ا رکوع ۳ - آیت)۔

یہاں قرآن اپنے آنے کا سبب یہہ بتاتا ہے کہ وہ اگلی کتب سماوی کو سچا کرنے کو آیا ہے ہم پوچھتے ہیں کیا وہ محرف کتابوں کو سچا کرنے کو آیا۔ اگر وہ محرف کتابوں کو سچا کرنے کو آیا تو وہ خود جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ صاحبو غور کرو کہ جن کتب سماوی کو قرآن پیشوا اور رحمت و سچا ٹھہراتا۔ اُن کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے۔ اگر آپ کا یہہ گمان ہے کہ وہ کتب سماوی تحریف ہو کر جھوٹی کتابیں ہو گئی ہیں اور لایق اعتبار کے نہیں رہیں۔ تو اُن کتب کے حق میں ایسے کلمات کفر کے کہنے سے پہلے قرآن ہی کو جھوٹا کہو جو اُن کتابوں کو تمہارے وہم و خیال بد کے برخلاف سچا ٹھہرانے کو آیا ہے۔ یاد رکھو کہ اگر محمد صاحب کے نزدیک کتب سماوی اصلی و بلا تحریف نہ ہوتیں تو یہہ ہرگز نہ کہتا کہ کتب سماوی سابقہ پیشوا اور رحمت ہیں اور یہہ قرآن سچا کرنے والا ہے اُن کو زبان عربی میں۔ لہذا ظاہر ہے کہ قرآن کتب سماوی بائبل کی تحریف کا دعوی نہیں کرتا بلکہ اُن کو پیشوا اور رحمت اور سچا بیان کرتا ہے۔ اور جو لوگ جہالت سے کتب سماوی کو محرف و جھوٹا ٹھہرانے میں زبان دراز کرتے ہیں وہ خود قرآن ہی کو جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔

۴ - بقرہ ۲ رکوع ۶۰ - وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۔

ترجمہ - اور جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور چکوتی شاید کہ تم راہ پاؤ۔

۵ - انبیاء ۴ رکوع ۴۸ - وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَآءً وَّذِکْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ۔

ترجمہ - اور ہم نے دی تھی موسیٰ و ہارون کو چکوتی اور روشنی اور نصیحت ڈروالوں کو۔ یہہ لفظ الفرقان توریت اور قرآن دونوں کے لئے ایک ہی معنے میں آیا ہے تفسیر حسینی میں الفرقان کے معنے یوں لکھے ہیں: "وجُدا کنندہ میان حق و باطل"۔ (محمد صاحب کے زمانے سے پہلے ایک سریانی عیسائی افرایم نے توریت و انجیل کی تفسیر لکھی تھی جو عرب و شام میں مشہور تھی اور اس کتاب میں افرایم نے توریت کا نام زبان سریانی فرقان یعنے رہائی یا نجات رکھا تھا سو وہاں سے لیکر محمد صاحب نے توریت و قرآن کا یہہ نام رکھ لیا۔) پس اگر توریت محمد صاحب کے زمانہ سے پہلے یا اُس کے عہد میں تحریف کی گئی ہوتی تو وہ اُس کو الفرقان یعنے حق و باطل میں فرق کرنے والی اور روشنی و نصیحت ہرگز نہ لکھتے۔ لہذا ظاہر ہے کہ محمد صاحب کے خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ محرف کتاب ہے۔

باقی آیندہ

نمبر (۴)

ہندوستانی کلیسیا کی ترقی کیوں نہیں ہوتی؟

ہندوستانی کلیسیا کی ترقی کم ہونے کا چوتھا سبب یہہ ہے۔ کہ مسیحی خاندانوں میں زندہ مذہب کی کمی ہے (Want of vital religion)

جب تک ہمارے مسیحی خاندانوں میں روحانیت کی ترقی نہ ہو تب تک ہماری کلیسیاؤں میں بھی روحانیت کی ترقی نہ ہوگی ◆

خدا نے انسان کو خاندانوں میں رکھا ہے۔ ہم روحانیت کا پہلا سبق خاندانوں میں پاتے ہیں۔ خاندان ایک چھوٹی سی ہیکل ہے۔ اس ہیکل میں جب تک والدین اور لڑکے بالے سب کے سب خانگی مذبح کی چاروں طرف گھٹنا ٹیک کر نہ بیٹھیں۔ تب تک آسمان سے برکتیں نازل نہیں ہونگی۔ بغیر الٰہی برکت کے مسیحیوں کی زندگی ایک صحرا ہے ایسی زندگی سے نہ اپنے کو فائدہ اور نہ کلیسیا یا سوسائٹی کو فیض ہے +

خاندان جب خداوند مسیح میں قایم ہوتا تو بہشت کی علامت بن جاتا ہے۔ بہشت میں یہہ تین باتیں خاص طور سے پائی جاتی ہیں۔ پاکیزگی محبت اور فرمانبرداری بہشت میں کوئی ناپاک شے نہیں ہو سکتی ہے۔ خدا پاک ہے اُس کے فرشتے پاک ہیں اور اُس کے مقدس لوگ پاک ہیں اور وہ جگہہ اور وہ حالت پاک ہے۔ سو اگر ہمارے سب خاندان پاک زندگی بسر کریں اور شراب کی بوتلیں اور مختلف شرارتیں اپنے گھروں سے جلاوطن کر دیں تو ہم بہشت کے لئے طیار ہوتے جائینگے اور ہماری کلیسیا بھی پاک اور صاف ہوگی +

دوسری بات محبت ہے۔ خاندانوں میں محبت ہونی چاہئے۔ شوہر اور جورو میں والدین اور اولاد میں بھائی اور بہنوں میں جیسے خدا کا کلام بتلاتا ہے ویسی ہی محبت ہونی چاہئے۔ ایک دوسرے کی عزت کرو ایک دوسرے کو پیار کرو اور ایک دوسرے کی پرواہ کرو۔

تیسری بات فرماں برداری ہے۔ یہہ بات بہشت میں بہت خاص طور سے پائی جاتی ہے۔ ہم خدا کے فرشتوں کو اُس کے حکم ہی کے محتاج کھڑے دیکھتے ہیں۔ اور جب حکم ہوتا ہے تو وہ بلا عذر حکم ماننے کو طیار ہوتے ہیں پھر خدا کا بیٹا بھی باپ کے حکم کے مطابق اس دنیا میں آکر باپ کا تابعدار رہا اور موت کی سختی کا پیالہ پی گیا۔ سو فرمانبرداری بہشت کی بڑی خاصیت ہے۔ سو اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے خاندان بہشت کی ایک علامت بنیں تو ہمیں اپنے اپنے خاندانوں میں فرمانبردار ہونا پڑیگا۔ اکثر مسیحی خاندانوں پر یہہ اعتراض ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی اولاد والدین کی فرمان بردار نہیں ہوتی۔ پھر جوروؤں کو جیسا کہ اپنے شوہروں کے تابع رہنا چاہئے بعض جگہہ ایسا بھی نظر نہیں آتا۔ ہم اکثر یہہ کہاوت سنتے ہیں کہ عیسائی مستورات بجائے فرمانبرداری کے اپنے شوہروں پر حکومت کرتی ہیں۔ ہمیں اپنے چالچلن سے ایسے ایسے اعتراضوں کو جھوٹ ثابت کرنا چاہئے۔

سو جب تک ہم پاکیزگی میں اور محبت میں اور فرمانبرداری میں اپنی خانگی زندگی نہ گذاریں تب تک ہم مسیحی نمونے (Christian ideal) بہت دور رہیں گے اور اس باعث سے ہماری کلیسیاؤں کی ترقی بھی محال ہے ◆

اگر ہم کہیں کہ بہت خاندانوں کی عیسائیت صرف ان باتوں میں ہے تو ہم بہت مبالغہ نہیں کرتے کہ آپ کو اور اپنی بیوی کو صاحب اور میم صاحب بنانے میں گذر اوقات کرتے ہیں تاکہ اپنے بچوں کو بابا لوگ کہلادیں۔ اور خاص طور ڈریس ہوں۔ خاص طور سے کھانا کھا دیں۔ اور گھر کو سنواریں اور اتوار کو گرجے میں بھی جانا اور عشائے ربانی میں بھی شریک ہونا اور بچوں کو بپتسمہ بھی دلانا اور اگر ہو سکے تو پاسٹر فنڈ اور گرجے کی تھیلی میں بھی کچھ ڈالنا۔ بعض خاندان اس سے بھی زیادہ ترقی دکھلاتے ہیں۔ وہ یہہ کہ ڈنر ٹیبل پر رنگین پانی پینا اور بڑھاپے میں رات کو دس بجے کے وقت اس پانی کی تاثیر سے اپنے بال بچوں کے سامنے یا اپنے بال بچوں سمیت ناچتے رہنا نہ شرم ہے نہ حیا ہے۔ اگر ہمارے خاندانو کا یہہ حال رہے تو ہماری کلیسیاؤں کی ترقی کیسے ہوگی۔ میں انگریزی فیشن یا انگریزی تہذیب کے خلاف نہیں ہوں۔ بلکہ میں اس کو بہت پسند کرتا اور چاہتا ہوں۔ اور میرا یہہ بھی خیال ہے کہ جب تک انگریزی شایستگی ہندوستان میں اچھی طرح نہ پھیلیگی تب تک ہندوستان کی ترقی نہ ہوگی اور ابتک جو کچھ ہندوستان کی ترقی ہوئی ہے خواہ دینی یا دنیوی سو بھی انگریزی شایستگی کا نتیجہ ہے۔ لیکن میں انگریزی بدفیشن اور بدتہذیب کا جانی دشمن ہوں +

شایستگی جب روحانیت سے خالی ہوتی ہے تب بہت ہی بُرائی پھیلتی ہے۔ اس کی مثالیں تواریخ میں بہت ہیں۔ یونانی قوم اور رومی قوم کی بربادی کا بڑا باعث یہی تھا۔ ان کے پاس شایستگی تھی پر روحانیت نہ تھی سو جب تک ہم روحانیت کے ساتھ شایستگی کو استعمال نہ کریں گے تب تک ہمارے خاندان تنزل کی حالت میں رہیں گے +

ہماری ظاہری اور دنیوی ترقی تو ضرور چاہئے۔ ہمارے باپ دادے جس حالت میں تھے اور ہم اُسی حالت میں رہیں یہہ بھی میرا خیال نہیں ہے ہمارا لباس اور ہمارا کھانا پینا بلاشک موزون ہونا چاہئے۔ انگریزوں میں جو اشراف کہلاتے ہیں اور مسیحی مذہب کے پیرو ہیں اُن کے طریق کو اختیار کرنے سے بلاشک ہمارا نقصان نہیں بلکہ اُن کی پیروی کرنے سے ہم انسانیت سیکھیں گے۔ لیکن اگر ہم پلپلی صاحبان کی نقل کریں گے جو گھاٹے کو نفع تصور کرتے ہیں تو بلاشک ہمارے خاندان



برباد اور تباہ ہوں گے +

حقیقی شائستگی کا مطلب اور مقصد یہہ ہو کہ انسان انسان بنا رہے نہ کہ حیوان بنے۔ حقیقی شائستگی انسان کی بُری عادتوں کو کھو دیتی ہو۔ انسان کو اپنے فرایض ادا کرنا سکھلاتی ہو۔ انسان کو دلیر اور مضبوط کرتی ہو اور انسان کو صاف رہنا بھی سکھلاتی ہو۔ اور موزون طور سے زندگی کاٹنا اور لوگوں سے ملنا بھی سکھلاتی ہو۔

سو شائستگی مسیحی مذہب کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہو۔ اگر ہندوستانی مسیحی اپنے اپنے خاندانوں میں حقیقی شائستگی قایم کریں۔ اور شائستگی کے نام سے تمام انگریزی برائیوں کو نکالدیں تو ہمارے خاندانوں کی ترقی ہوگی اور خاندانوں کے باعث سے کلیسیاؤں کی بھی ترقی ہوگی +

میں نے شروع میں کہا کہ خاندان ایک ہیکل ہو۔ اس ہیکل میں خداوند مسیح کو حاضر رہنے دو۔ اور اس ہیکل کو ہمیشہ پاک و صاف رکھو تو تم اور تمہارا گھرانا نجات پاؤگے۔ ہیکل کی خوشبوئی سے معطر بنو اور غیر قوموں کے سامنے ایک نمونہ بنوگے +

ناظرین کیا آپ ہر روز اپنے بال بچوں اور خاندان سمیت اس ہیکل کے مذبح پاس آکر چند عرصہ تک خدا کا کلام پڑھتے اور روحانی من اور جلالی پوشاک لینے اور اپنے گھرونے کے لئے جمع کرتے ہو۔ اگر کرتے ہو تو آپ کا خاندان مسیحی خاندان ہو اور آپ سے کلیسیا کو ترقی پہنچیگی +

اگر آپ اس ہیکل کو مے نوشی اور مختلف شرارتوں سے ناپاک کرتے ہو اور ہیکل کے خدا کی پرستش ہر روز اپنے گھرانے سمیت نہیں کرتے اور اُس کا کلام نہیں پڑھتے تو تمہارا خاندان مسیحی خاندان نہیں تم پرانے خمیر کی مانند مسیحی کلیسیا کو نقصان پہنچاؤگے +

سو جب تک مسیحی خاندانوں کی ترقی نہ ہو تب تک ہماری کلیساؤں کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خاندانوں سے کلیسیا بنتی ہو۔ پس خاندانوں کی ترقی ہونی چاہئے + راقم بی۔ ایم

تلاوت بائبل

زبور ۲۳ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہہ زبور داؤد نے اپنی سابقہ حالت یعنے گلّہ بانی کو یاد کر کے لکھا ہو کیونکہ یہہ پہلے چوپان یا گڈریا رہ چکا تھا۔ اور اُس نے اُس وقت یہہ کام بڑی بہادری و ہوشیاری سے انجام دیا تھا۔ چنانچہ اسموئیل ۱۷ باب ۳۴ و ۳۵ میں لکھا ہو کہ اُسکی پاسبانی کے وقت جبکہ باگھ و ریچھ اُس کے گلّہ پر حملہ آور ہو کر ایک بھیڑ کو اُٹھا لے بھاگے تو اُس نے ہر دو کو دلیرانہ مقابلہ کر کے ہلاک کیا اور بھیڑ کو اُن کے چنگل سے چھوڑا لیا تھا +

پس تمام زبور کا عطر یہہ ہو کہ (خدا ہمارا چوپان ہو) جیسے داؤد نے جبکہ وہ گڈریا تھا تو اُس نے کھوئی ہوئی بھیڑ کے لئے اُن دونوں درندوں کا بیخوف ہو کر مقابلہ کیا اور آخرش اُن پر غالب آیا اور کھوئی ہوئی ظلم رسیدہ بھیڑ کو چھوڑا لیا تھا بعینہٖ ہمارا خداوند مسیح بھی یوحنا ۱۰/۱۱ میں فرماتا ہو کہ اچھا گڈریا میں ہوں۔ اور اچھا گڈریا بھیڑوں کے لئے جان دیتا ہو۔ اور اسی باب کے ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ آیات میں خداوند مسیح کا بھیڑوں کی حفاظت کرنے اور جان دینے کا کافی و شافی بیان پایا جاتا ہو۔ چنانچہ وہ ہمارے لئے طرح بطرح ستایا گیا اور صلیب پر بھی اُٹھایا گیا۔ تو بھی ذرا دریغ نہ کیا۔

اب جب یہہ معلوم ہوا کہ خدا ہمارا چوپان ہو۔ اس پر غور کرنے سے ۵ باتیں ظہور پکڑتی ہیں (۱) وہ ہمارا ہر حال میں نگہبان ہو (۲) وہ ہمیں ہریالی چراگاہوں میں لئے پھرتا ہو (۳) وہ موت میں بھی ہماری حفاظت کرتا ہو (۴) دشمنوں کے سامنے عزت دیتا ہو (۵) میرا پیالہ لبریز ہو کر چھلکتا ہو +

(۱) جب ہم گناہ سے بہکائے جا کر شیطانی پھندوں میں پھنس جاتے ہیں اور وہ گرجنے والا شیر یعنے شیطان ہمیں خداوند مسیح کے پروں تلے کی بھیڑوں میں سے نکال لیجاتا ہو تو وہ اُس کا مقابلہ کر کے چھوڑاتا اور پھر اپنی پناہی بھیڑوں میں شامل کر لیتا ہو جیسے خداوند مسیح نے ۱۰ یا ۱۱ سال کے بعد مجھ گنہگار مصنّف پر رحم کیا اور مجھے پھر اپنی پناہی بھیڑوں میں شامل کیا۔ خداوند کا لاکھ در لاکھ شکر ہو +

(۲) اس سے صاف اظہر ہو کہ خدا کی بارگاہ نور علیٰ نور ایک سرسبز خطّہ سے تشبیہ دیجاتی ہو جس میں کہ ہم جو اُس کی بھیڑیں ہیں چرتی اور روحانی زندگانی میں دن بدن ترقی کرتی اور تر و تازہ ہوتی ہیں۔ الابرعکس اس کے یہہ دنیا بنجر جس میں نہ تو کوئی ہریالی چراگاہ نہ کوئی فرحت بخش چشمہ اور نہ کوئی صداقت کی راہ ہو بلکہ یہہ خصوصاً بھلانے والی ہو کہ جس میں ہم مُبتلا ہو کر اُس اصلی ہریالی چراگاہ کو تہہ دل سے بھلا بیٹھتے ہیں جیسے کہ یہہ مصنّف خداوند مسیح کو بھلا بیٹھا تھا۔ اور شیطان کا غلام ہو گیا تھا +

(۳) یہاں پر موت خصوصاً عمیق وادے پر آفت سے نسبت دیجاتی ہو جو کہ بالکل ہی تاریک و خطرناک ہو۔ کس لئے کہ اس میں کچھ بھی پتہ کسی گمشدہ چیز کا نہیں ملتا ہو جیسے کہ اندھیری رات میں نزدیک کا آدمی بھی نظر نہیں پڑا کرتا ہو۔ ایسے ہی عموماً وہ اشخاص جو اس منزل کو طے کر چکے ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ وے کدہر گئے یہانتک کہ اُن کی ہڈیاں بھی کمیاب ہوں اور وہ تو یکطرف رہی اور نیز اندھیری رات میں راہ چلتے وقت اکثر اوقات خوف آیا کرتا ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سانپ بھیڑیا یا کہ شیر وغیرہ نہ ہو جو ہماری جان کو ضرر پہنچا دیوے۔ سو ایسے ہی وہ شخص ہو کہ جس نے اس دریا کو عبور نہیں کیا ڈرتا ہو جیسے کہ مسیحی مسافر جس وقت وہ دریا پر پہنچا تو ڈر گیا۔ الا جب اُس نے یہہ سوچا کہ بجز عبور کئے اس دریا کے میں ہرگز ہرگز بلا کسو صورت سے اُس آسمانی صیحون میں داخل نہیں ہو سکتا تب وہ بلا دھڑک کود پڑا تو اُس وقت اُس کو آسمان سے فرشتگان کے ذریعہ سے امداد ملی پس اسی طرح دیندار شخص موت سے ذرا بھی نہیں ڈرتا کیونکہ فرشتے اور خدا اُس کے مددگار ہیں بعینہٖ اس مصنّف کا حال تھا

کہ جب تک مسیح مسافر کی طرح اس کا حال رہا تب تک ناکامیاب رہا۔ پر جب اس نے سوچا کہ آسمانی صحیفوں میں داخل ہونے سے بے بہرہ رہنا ہوگا تب بلا دھڑک ہو کر مسیح خداوند کے پیچھے سدھا چلا اور سب لچر و پوچ خیالات سے ہاتھ دھو بیٹھا +

(۴) یہاں پر داؤد اپنے کو مسیح کے گلہ کی بھیڑوں میں شامل کرتا ہے۔ یعنے لفظ میرے سے داؤد مراد ہے اور اس جگہہ خاصکر اُن کو دشمن گنتا ہے جو کہ مسیح خداوند کی جمہوری سلطنت سے جُدا اور وعدہ سے پرے ہیں۔ بلکہ جو اُس کے پاک و مبارک نام پر بُرا بھلا کہتے ہیں اور نیز اُس کے مقابلہ کرنے کو تیار ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس سلطنت کو مٹا ڈالیں۔ مگر چونکہ وہ خدا کی قایم کی ہوئی ہے اُس کو وہ زوال نہیں پہنچا سکتے۔ پس یہہ دشمن وہ روحانی دشمن ہیں جو کہ صریحاً شیطان کے فرزند کہلاتے ہیں پر اُن کے سامنے خداوند مسیح ہمارے آگے دسترخوان بچھاتا ہے سو یعینہی مصنّف کا حال تھا۔ اور اب خداوند مسیح کی عین مہربانی سے مقبول نظر ہو کر خداوند مسیح کے دسترخوان میں شریک ہے۔

(۵) اس لئے کہ خدا مجھے سرسبز و ہریالی چراگاہوں میں بٹھاتا ہے اور نجات کے چشموں کی طرف مجھے لے پہنچتا ہے بلکہ جب میں موت کے سایہ کی وادئے خوفناک و پرضرر میں پھروں تب بھی وہی مجھے سنبھالتا ہے۔ اور اچھی نعمتوں سے آسودہ حال کرتا ہے۔ اور شیطان کے کر و فریب سے بچاتا ہے اور جب طرح طرح کی آزمائشیں اور تکلیفیں اس زندگی میں آتی ہیں تو وہ اپنی قدرت سے روکتا ہے اور اُن پر غالب آتا ہے۔ پس اس لئے مجھ مصنّف کی زندگانی کا پیالہ خدا کی رحمتوں و برکتوں سے لبریز ہو کر چھلکتا ہے +

پس جب خدا ہم پر اس قدر مہربان ہے کہ وہ ہم پر حکومت کرتا ہے اور ہمیں سب دشمنوں سے بچاتا ہے۔ تو ہمیں پھر کس کا خوف ہے۔ سو خدا کی مہربانی و رحمت ہمیشہ ہمارے ساتھ ساتھ رہیگی اور آخرش ہم خداوند کے گھر میں سکونت پذیر ہوں گے +

کمترین سعید الدین

واقعات و رائیں

روحانی مجادلہ

کیونکہ ہمیں خون اور جسم سے کُشتی کرنی نہیں بلکہ حکومتوں سے اور ریاستوں سے اور اس دنیا کی تاریکی کے اقتداروالوں سے اور شرارت کی روحوں سے +

کلمات مذکورہ بالا دربارہ روحانی جنگ

اگرچہ پولس رسول نے افسس کی کلیسیا کو اُس زمانہ کے لحاظ سے تحریر کئے مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا روحانی مجادلہ اس زمانہ میں بھی کلیسیا کو درپیش ہے جس کی نسبت ہمعصر انڈین ایونجلیکل ریویو اپنے پرچہ مورخہ ستمبر میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

اس امر کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ عیسائی مشن کی پہلی صدی میں بہت سا کام چھوٹے لوگوں میں کیا گیا مگر کلیسیا کو اب مشرقی قدیمی مذاہب سے روبرو مقابلہ کرنا ہے اور کہ اُس کو بڑا بھاری کام درپیش ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہہ صورت مختلف ہے لیکن آیا کہ یہہ واقعی مشکل ہے یہہ امر دریافت طلب ہے اب تک آدم زادوں کی قوت حیوانیہ سے مقابلہ رہا ہے مگر آئیندہ کو روح کے گناہوں اور خدا انسان اور موجودات کی نسبت نازک خیالات سے ہوتا ہے۔ مگر تاہم ہر دو امور مذکورہ بالا کے نیچے دبی رکاوٹ کی حالت واقع ہے۔ ہر ایک قوم میں صداقت کی رکاوٹ کا بھاری سبب نفسانی دل نہ کہ صرف زندگی کے عادات یا خیالات کا طریق ہوتا ہے۔ اگر عقلی مشکلات کو انکی بدتر حالت میں بھی مان لیا جاوے تاہم کسی قسم کا اندیشہ نہیں۔ شروع میں انجیل کو شدید جسمانی اور روحانی گناہوں اور نیز بت پرستوں کے خیالات سے جن کو کبھی دنیا نے جانا ہے مقابلہ رہا ہے اور اُس نے فتح پائی۔ بنارس یا کلکتہ یا پیکن یا ٹوکیو کونسی بات پیش کر سکتے ہیں جو یروسلم افسس کا رنتھ

اور اتنا کیہ نے عیسیٰ مسیح کی مخالفت میں پیش نہ کی ہو۔ تاہم اُنہوں نے بیفائدہ مخالفت کی + کمترین مسیح الدولہ از ونشنر

میلہ ولاش (علاقہ کلّو)

ولاش کو نگڈہ بفاصلہ ۱۴ میل دریائے ستلج پار بجانب شمال مغرب واقع ہے اور منڈی سے مغرب کی سمت آتنے ہی فاصلہ پر ہے۔ اس مقام پر ۱۴ و ۱۵ اکتوبر کو ایک میلہ ہوا۔ اس میلہ میں تین دیوتے تین مختلف جگہوں سے لائے گئے۔ عجیب تماشہ دیکھا گیا کہ مرد اور عورتیں قطاریں باندھے دیوتوں کے آگے باجے گاجے سمیت ناچتے ہیں سب سے شروع ہی شروع وہ عورتیں جن کے خاوند مر گئے تھے اور وہ مرد جن کے رشتہ دار مر گئے تھے۔ غرض اپنے سب مرحوموں کے کفن لے کر دیوتوں کے پاس حاضر ہوئے اور سجدہ کیا۔ مردوں نے ننگے سر دیوتوں کو باری باری اپنے کاندھے پر اٹھایا۔ جب ایک پنڈت اُن کفنوں کو باری باری دیوتے کے آگے چڑھاتا تھا تو سب عورتیں اپنا اپنا سوہاگ اُتارے ننگے سر کئے ہوئے چلا چلا روتی تھیں۔ جس سے مطلب یہہ تھا کہ اے دیوتا ہمارے خاوند یا بھائی یا بہن وغیرہ کی گتی کر۔ تقریباً کل کا یہہ گمان ہے کہ اس طرح کرنے سے اُن کے مرحوموں کی گتی یا مکتی ہو جاتی ہے عیسائی مناد اس میلہ میں پہنچے تھے اور انہوں نے دیوتا پرستوں کو ان کی جہالت اور تاریک خیالوں سے رہائی حاصل کرنیکی راہ کلام مقدس سے بتلائی اور گواہی دی کہ یسوع مسیح راہ اور حق اور زندگی ہے۔ کوئی بغیر اُس کے باپ کے پاس جا نہیں سکتا اور کہ کسی دوسرے سے نجات نہیں ہے جائے کہ یہہ دیوتا جو آدمیوں کی دستکاری ہیں۔ منہہ رکھتے پر بولتے نہیں۔ آنکھہ رکھتے پر دیکھتے نہیں کان رکھتے پر سنتے نہیں کسی کی مراد بر لائیں یا گتی یا مکتی کریں خدا کا شکر کہ اس میلہ میں چند آدمیوں کے دل اُبھارے گئے۔ چنانچہ ان میں سے بعض تعلیم یافتہ پٹواری۔ پوجاری۔ نمبردار۔ کاردار۔ فارسٹ گارڈ۔

رات کو ہمارے پاس آئے اور مذہبی گفتگو اور سوال و جواب کرتے رہے۔ رات کے ایک بجے تک گفتگو ہوتی رہی اور اکثروں نے اپنی اور اپنے باپ دادوں کی جہالت کا اقرار کر کے رخصت ہوئے۔ ایک شخص بنام لچھمی نند نے عیسائی ہونے کا اقرار کیا۔ اُس نے برملا کہا کہ میں مُردہ خدا کی بہ نسبت زندہ خدا کی پیروی کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ یہہ شخص اپنی بیوی کو گھر سے لانے گیا ہو کہ وہ اور آپ واپس ہو کر بپتسمہ لیویں۔

نامہ نگار۔ جسونت سنگہ از گوگڈہ

شملہ

مینر ہوس کا جلسہ

کنور ہرنام سنگہ صاحب اور ان کی رانی صاحبہ نے بتاریخ ۱۹ ستمبر ۴ سے ۶ بجے تک اپنے دوستوں اور شناساؤں کی دعوت کی۔ انگلینڈ کے قریب صاحبان اور میم صاحبان اور مس صاحبان جمع تھے۔ ان میں کئی ہندوستانی صاحبان اور میم صاحبان مثلاً لالہ چندولال اور مسٹر۔ جے۔ ڈی بوس وغیرہ اور تمام مشنری صاحبان و میم صاحبان جو اُس وقت شملہ میں موجود تھے تشریف رکھتے تھے اور چند انگریز صاحبان مثلاً ڈاکٹر سایم صاحب ڈایرکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب معہ میم صاحبہ و لفٹننٹ کرنل سمتھ چھاؤنی میانمیر وغیرہ اور چند غیر مسیحی صاحبان مثلاً جسٹس چٹرجی و ڈاکٹر برج لال دت شامل تھے صبح کیوقت بارش ہوئی تھی لیکن چار بجے سے پہلے مطلع صاف ہو چکا تھا۔ نہایت خوشنما اور سہانا وقت تھا۔ باد بہاری چل رہی تھی۔ دلکش سماں چھایا ہوا تھا۔ کنور صاحب کا مکان بھی شملہ کے باہر ایک ایسے موقعہ پر واقع ہو کہ جہاں سے ایک طرف تمام شملہ کی خوبی اور عمدگی نقش و نگار کی خوبصورتی کا نظارہ نظر آتا ہو۔ دوسری طرف سرسبز جنگل کی آب و تاب اور تازگی و شادابی کا منظر طرح دل کو لبھالیتا ہو۔

شعر زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ٭ کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست مکان کے سامنے ایک نہایت عمدہ فضا ہو۔ جہاں قرینہ کے ساتھ کرسیاں بچھائی گئیں۔ اور پُرتکلف فرش و قالین سے آراستہ کیا گیا۔ حق یہہ ہو کہ آرایش کے تمام سامان و لوازمات موجود تھے۔ اس پرطرہ یہہ کہ ایک بینڈ گوروں کا موجود تھا۔ عجب لطف تھا۔ اور نشاط اور انبساط کا اچھا سماں بندھا ہوا تھا گویا ایک خوشی کا دریا لہراتا نظر آتا تھا۔ برآمدے میں نفیس کھانے چنے گئے تھے۔ کنور صاحب اور رانی صاحبہ کی تواضع اور مدارات سے لوگ نہایت خوش ہوئے۔ اور ان کی مہمان نوازی اور حسن لیاقت اور خصایل پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ کی تعریف و ثنا کرتے چلے گئے۔ یہہ موقع ہندوستانی اور یورپین کے باہم میل ملاپ کا اتفاق حسنہ ہو ٭ نامہ نگار

واہ صاحب خوب بولے

آخر کار مسٹر شاستری کی چٹھی کے شایع ہونے سے اخبار عام کا بند منہہ ذیل کے الفاظ میں کھُلا ہو کہ جس کو ہم ۲۵ ستمبر کے پرچہ سے نقل کرتے ہیں ٭

"نو مسیحی صاحب و نور افشاں کے پادری صاحب کو معلوم ہو کہ اخبار عام کو کسی جھوٹھی خبر سے کوئی خاص اُلفت نہیں ہو جیسا کہ پہلے لکھا ہو پس ہماری خبر انڈین مرر کا ترجمہ تھا۔ نو مسیحی شاستری صاحب کو دلجمعی ہو کہ ہندؤں کو انکے مذہب تبدیل کرنے سے کوئی رنج نہیں ہوا اگر ہو تو صرف انکی سمجھ پر ہو کہ اس پر کیا پتھر پڑ گئے۔ بہت سے بیوقوف عیسائی اکثر میں اگر مذہب تبدیل کر لیتے ہیں ان لوگوں سے زیادہ آپ پر کوئی حق نہیں ہو"

ہم خوش ہیں کہ آخر کار ہمارے ہمعصر نے اپنی بند زبان کو کھولا اور چاہتے ہیں کہ ہمارے اور ہمعصر بھی اپنے اپنے اخباروں کے وسیلے سے ظاہر کریں کہ جو کچھ اُنہوں نے شاستری صاحب کی نسبت ترجمہ کر کے یا نقل کر کے لکھا تھا سچ نہیں ہو۔ لیکن اپنے ہمعصر اخبار عام سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ

(۱) کیا یہہ سچ ہو کہ "ہندؤں کو ان کے (شاستری جی) مذہب تبدیل کرنے سے کوئی رنج نہیں ہوا اگر ہو تو آپکی سمجھ پر ہو کہ اس پر کیا پتھر پڑ گئے" اگر رنج نہیں ہوا تھا تو پھر یہہ سب جھوٹھ کیوں بنایا گیا اور جھوٹھا الزام پادری صاحب پر کیوں لگایا گیا کیا یہہ سچ نہیں ہو کہ جب کوئی شخص مسیحی ہو جاتا ہو تو لوگ اکثر کوئی نہ کوئی جھوٹھی بات اُس کی نسبت مشہور کیا کرتے ہیں کہ یہہ فلاں غرض کے لئے مسیحی ہو گیا ہو مگر جب شاستری جی کی نسبت کوئی اور غرض نہ لگا سکے تو یہی افترا گھڑ لیا گیا۔ ہمارے خیال میں شاستری صاحب کی سمجھ پر تو پتھر نہیں پڑے مگر اُنہوں نے چونکہ سنسکرت زبان سے ایسی واقفیت حاصل کی کہ ہندو مذہب کی کتابوں کو اصل زبان میں پڑھ اور سمجھ سکیں تو اُنہوں نے جب ہندو مذہب کی کتابوں کو پڑھا تو اُن میں پتھر ہی پتھر دیکھے اُن کی بھوکھی روح کی سیری کیلئے اُن میں روٹی کہیں نہ ملی اس لئے اُن کو چھوڑ کر اُس کو قبول کیا جو کہتا ہو کہ "زندگی کی روٹی میں ہوں"

(۲) ہم اپنے ہمعصر سے یہہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر "بہت سے بیوقوف عیسائی اکثر میں اگر مذہب تبدیل کر لیتے ہیں" تو کیا آپ قبول کر لیتے ہیں کہ آپکے مذہب اور مذہبی کتابوں میں ایسی بھی کشش نہیں کہ وہ بیوقوفوں پر بھی اثر ڈال سکیں اب معلوم ہو گیا کہ جب ہندو مذہب بیوقوف پر بھی اپنا اثر ڈالنے کے لئے کافی نہیں ہو تو پھر وہ جو اُس کو مانے بیٹھے ہیں اُن بیوقوفوں سے بھی بڑھکر ایسے بیوقوف ہیں کہ جن پر کسی اچھی چیز کا اثر نہیں ہو سکتا۔

افسوس ہو کہ تعصب انسان کو سچ مچ ایسی حالت میں پہنچا دیتا ہو وہ شاستری صاحب کہ جن کی آپ نے پہلے تعریف کی کر یہہ معلوم ہو جانے پر کہ وہ خبر صرف ایک ہوائی ہو جو جلے دلوں کے پھپھولے ٹوٹنے سے نکلا ہو تو اب آپ اُنہیں شاستری صاحب کو بیوقوف ٹھہراتے ہیں۔ مصرع

بریں عقل و دانش بباید گریست

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

مسٹر گلیڈسٹون نے اپنی ۲۵ ستمبر کی لورپول کی سپیچ میں اس بات پر زور دیا کہ گورنمنٹ کا پہلا کام یہہ ہونا چاہیے کہ ٹرکی سے اپنے تعلقات قطع کرے +

زور سے کہا کہ اس سے یہہ مراد نہیں کہ یہہ محمدیت کے برخلاف جہاد ہے یا سلطنت ترکی کے تمام مسلمانوں کو قصاص ہو +

لیکن کہا کہ اگر ارمنی مسلمان یا ہندو بھی ہوتے تو اُس حالت میں بھی وہ برٹش رحم کے اُتنے ہی حقدار تھے جتنے اب ہیں اور یہہ معاملہ محض انسانی دردمندی کا معاملہ ہے +

لبرل پارٹی کے اخبارات مسٹر گلیڈسٹون کے ان ریمارکوں کو بہت پسند کرتے ہیں - کنسرویٹو اخبار ایکلی کارروائی کو نامنظور کرتے ہیں +

اخبار ٹائمز کہتا ہے کہ ٹرکی کی زبردستی کو کم سے کم دو طاقتیں برداشت نہ کرینگی +

ستمبر ۲۵ کی ڈاک سے خبر ملی ہے کہ مقام ایگوئن میں ارمنی مقتولوں کا شمار جو کُردوں کے ہاتھ سے ۱۵ اور ۱۶ ستمبر کو قتل کئے گئے ہیں ایک ہزار سے اوپر تھا +

یہہ بھی رپورٹ کی گئی ہے کہ ایک سو ارمنی اُسی ضلع کے مقام دُورگ میں مارے گئے ہیں +

باسفورس کے دہانے پر ۲۶ ستمبر کی خبر ہے کہ روسی جنگی جہاز آن موجود ہو کر پھر رہے ہیں +

سخت بے آرامی قسطنطنیہ میں پھیلتی معلوم دیتی ہے اور بہت سے مسلمان اپنے خاندانوں کو باہر بھیج رہے ہیں +

سلطان روم نے ۷ ستمبر کی خبر ہے کہ اپنے ہاتھ کا ایک لکھا ہوا خط شاہنشاہ ولیم کے پاس روانہ کیا ہے +

سلطان روم نے ارمنیوں کے ایڈریس کے جواب میں اُن کو اجازت دیدی ہے کہ وہ ایک نیا مجتہد انتخاب کر لیویں +

متابلی کے جنگ میں کل انگریز ۲۰۲ کام آئے +

۲۲ ستمبر لنڈن میں خبر پہنچی روس نے اپنے بیڑہ جہازات سباسٹپول کو حالت جنگ میں تیار کر دیا ہے +

تین بٹالین فوج کے استنبول میں داخل ہونے کو تیار ہو گئے روسی سفیر قسطنطنیہ کے تار آنے پر چلدیں گے +

زنجبار آجکل بھی غلاموں کی مشہور منڈی ہے - اگر برٹش قابض ہوئے تو غلامی دور کرنا پڑیگی جس سے خرچ بڑھ جائیگا +

ایک باعث یہہ بھی ہے کہ برٹش گورنمنٹ قبضہ کے خلاف ہے - آجکل زنجبار کی آمدنی تجارت غلاموں سے ہوتی ہے +

ڈنمارک کا ایک جہاز قطبی سمندروں میں تحقیقات کرتا پھرتا ہے آبنائے ڈیوس (امریکہ) میں کئی نئے اقسام کے جانور دریافت کئے -

۲۲ ستمبر کو زار روس معہ زارینہ بالمورل (سکاٹلینڈ) میں وارد ہوئے پرنس آف ویلز ڈیوک آف کناٹ ساتھ تھے +

جہلم سے سخت واردات قتل کی خبر آئی ایک دیسی سپاہی رخصتی نے ۸ لوگوں کو جان سے مارڈالا +

لدھیانہ میں گذشتہ جمعرات کو علی الصباح ۴ بجے زلزلہ آیا - شمال سے جنوب کو ایک منٹ تک تھرتھراتا رہا +

لاہور میں بارش کا نام نہیں ہے چوری و قتلوں کا بازار گرم ہے +

اگرچہ بالکل فیصلہ نہیں ہوگیا ہے کسیقدر تحقیق ہوگیا ہے کہ سر ڈینس فِٹس پٹرک کے ولیعہد سر فریڈرک فرایر پنجاب کے لفٹنٹ گورنر ہوں گے +

اگر سر فرایر نے برہما میں رہنا پسند فرمایا کیونکہ برہما بھی لفٹنٹ گورنری کا عہدہ پانے والا ہے تو شاید کوئی اور جانشین ہوں مگر دیگر صورت میں کوئی شک نہیں ہے کہ سر فریڈرک پنجاب کے لفٹنٹ گورنر ہوں +

لکھنؤ میں ۲۴ ستمبر کے تیسرے پہر ٹڈیوں کا دَل اُترا مگر تھوڑی دیر رہکر چلا گیا - اُمید کی جاتی ہے کہ نقصان کم ہوا ہے +

ڈنگولہ میں نوسَو قیدی علاوہ چھ توپوں کے گرفتار کئے گئے +

اس مہم کے لئے ۱۸۰ جوان نارتھ سٹافورڈ کے اور ۱۳۰ گلوسٹر سے جنوبی مصر کو جاوینگے +

پادری نتھانیل مقیمہ حلقہ چُنی کلاں نے تین ۳ عورتوں اور چھ ۶ مردوں کو بپتسمہ دیا - مردوں نے فوراً اپنے کیسوں کو کاٹ ڈالا +

گذشتہ سنیچر کے روز کانپور کے بازار میں کنگلوں نے بھوک سے عاری آکر آٹھ یا نو بجے کے درمیان اناج - گڑ اور مٹھائی کی خوب لوٹ مار کی +

کوئی ظاہری ہل چل تو نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ لوگ گرفتار کئے گئے - بعض دوکانداروں نے اپنی دُکانیں تھوڑی دیر کے لئے بند کر دی تھیں +

مسوری کے زیورات کے مقدمہ میں ملزم میم صاحب جیوری اور جج کی اتفاق رائے سے بالکل بری کی گئیں +

جب جج صاحب فیصلہ سُنا رہے تھے ملزم فیصلہ سنتے ہی بے ہوش ہو گئیں +

مضامین مفید المبتدین

سچائی کا پیغام

ہر ایک لڑکے اور لڑکی کو اُن کے دوستوں کے پاس سے خط آیا ہو اور اُن کو معلوم ہو کہ کیسی خوشی خط کے آنے پر ہوتی ہو۔ سکول کے دنوں میں شاید ماں باپ سے خط آتے ہیں اور اُداس دلوں میں خوشی آجاتی ہو۔ خاصکر جب کہ چٹھی اچھی خبر سے بھری ہوئی ہو۔ گذرے ہفتہ میں نے ایک چٹھی پڑہی تھی۔ جو کہ ایک باپ نے اپنے بچوں کو لکھی تھی۔ وہ بہت نیک آدمی تھا اور اُس نے دوسروں کے واسطے بہت کچھ کیا تھا۔ وہ ایک حکیم تھا اور غریب لوگوں کے واسطے بہت کچھ کرتا تھا۔ اور اپنے بچوں سے بہت محبت رکھتا تھا اور اس کی دلی خواہش یہہ تھی کہ اُس کے لڑکے سچی مسیحی چال چلن رکھیں۔ اُس کا نام ڈاکٹر کولڈ سٹریم تھا۔ اس کا زندگی کا بڑا کام جوانوں کو مشنری ڈاکٹر بنانا اور اس کام کے لئے تیار کرنا تھا۔ کیونکہ ڈاکٹر مشنری کا کام صرف انجیل سنانا نہیں۔ لیکن لوگوں کی بدنی بیماری کو دور کرنا ہو۔ جیسے کہ یسوع نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا۔ کہ جا کے ہر قسم کی بیماری اور دکھ کو دور کریں۔

اس نیک حکیم کا خط جو اُس نے لکھا اور جو شاید آپ سننا چاہتے ہیں یہہ تھا۔ ”اے بچو میرے پاس ایک بزرگ شخص کا خط ہو۔ جو کہ ستارہ سو برس ہوئے گذر گیا۔ یہہ شخص یوں لکھتا۔ اے میرے بچو گناہ نہ کرو۔ میں پھر لکھتا ہوں کہ گناہ نہ کرو“۔ اسی طرح میں بھی تم کو لکھتا ہوں کہ گناہ نہ کرو“۔ یہہ بہت چھوٹے اور سہج لفظ ہیں اور چھوٹے بچے بھی ان کو سمجھ سکتے ہیں۔ سب سے چھوٹے بچے کو بھی گناہ سے بچنے کی ضرورت ہو۔ کیونکہ وہ بھی جو چاہئے نہیں کرتا اور جو نہیں چاہئے کرتا ہو۔ پھر پولوس کہتا ہو کہ جو گناہ کرے اُس کے واسطے ایک شفیع یعنے یسوع مسیح ہو۔ چھوٹے لڑکے جب کچھ قصور کرتے ہیں تو اپنی ماں پاس جا کے معافی پاتے ہیں۔ اسی طرح یسوع کے سوائے گناہ سے کوئی معافی نہیں دے سکتا۔ وہ سب گناہ کو دہو سکتا ہو۔ اور دھوئیگا جیسے پانی اور صابن میلے کپڑے اور میلے جسم کو صاف کرتے ہیں۔ ویسے ہی مسیح کا لہو سب گناہ سے پاک کرتا ہو۔ جو اس خط میں خاص لڑکوں کے واسطے لکھا ہو۔ وہ سب پر راست آتا ہو +

کتابیں اور آدمی

جیسے کہ بچوں کو دیکھ کر والدین کے مزاج اور حالات اکثر معلوم ہو جاتے ہیں ویسے ہی کتابیں پڑھنے سے لکھنے والوں کا حال معلوم ہوتا۔ کتابیں لکھنے والے کے دل کا آئینہ ہیں۔ نہ صرف اُس کے اپنے دل کا لیکن زمانہ اور وقتوں کا آئینہ ہیں۔ اُن سے ملک کا حال۔ زبانوں کا حال اور اُن کی ترقی اور تبدیلیوں کا حال معلوم ہوتا ہو۔ لوگوں کے خیالات اور جھوٹھے وسواس اور باطل پرستی سے واقفیت حاصل ہوتی ہو۔ لیکن خیال رکھنا چاہئے کہ دو قسم کی کتابیں ہیں۔ ایک وہ جس کے پڑہنے سے عقل میں ترقی ہوتی ہو اور خیالات کشادہ ہوتے ہیں۔ اور علم بڑہتا ہو۔ ایسی کتابوں کے لکھنے والے عالی خیال کے آدمی ہوتے ہیں۔ اور اُن کے خیال سمجھنے کے واسطے ویسے ہی وسیع خیال کرنے پڑتے ہیں۔ اور اس طرح ترقی ہوتی ہو جیسے جیسے لڑکے بڑہتے ہیں تیوں تیوں اُن کو زیادہ ورزش اور زیادہ خوراک کی ضرورت ہوتی ہو۔ کیونکہ ترقی میں زیادہ چیزوں کی ضرورت ہو۔ اور اگر بُری بند ہوا اور خراب خوراک ملے تو اُن کے بڑہنے میں کسر اور کمتی رہ جاتی ہو۔ اسی طرح جب عقل اور سمجھ کی ترقی کا وقت آتا ہو تو ضرور ہو کہ اچھی کتابوں سے اُس کو خوراک اور ورزش دیا جاوے۔ ایسے وقت والدین اور اُستادوں کو بڑی خبرداری کرنی چاہئے کہ اُن کے اختیار کے نیچے والے لڑکے کیسی کتابیں پڑہتے ہیں۔ خاصکر انگریزی زبان میں ۲۰ کتابوں میں سے شاید دو ایسی ہوتی ہیں جو کہ نوجوان بغیر نقصان کے پڑہ سکتا ہو۔ باقی سب اُس کی روح اور عقل کو خراب کرتی ہیں۔ بعضی دفعہ لوگ بے سمجھے مشکل کتاب ایک نئے شاگرد کو دے دیتے ہیں۔ وہ اُس کو سمجھتا نہیں اور اس سبب سے اُس لکھنے والے یعنے اُس کتاب کے مصنف سے نفرت کرنے لگ جاتا ہو۔ اور یہہ نفرت بڑے پن میں بھی نہیں جاتی۔ بُری کتاب سے یوں ڈرنا چاہئے جیسے کہ سانپ سے کیونکہ اُس کی تاثیر کبھی نہیں جاتی۔ شاید اُس وقت معلوم نہیں ہوتا کہ کیا اثر ہوا ہو۔ زیادہ عمر میں جب امتحان آکے پڑتے ہیں تو ایسے وقتوں کا پڑہا ہوا اکثر کام آتا ہو۔ اور خواہ مخواہ دل وہی کام کرتا ہو جو اُس کے اندر پک گیا ہو۔ بہت سخت لڑائی سے جاتا ہو۔ اچھی کتابیں خزانہ ہیں جو کوئی اکیلا پن بیماری یا ناموافقت چھین نہیں سکتی اور سب شخص خزانہ کو پیار کرتے ہیں اس واسطے اس عادت کو پڑنے دو کہ اچھی کتابیں اچھے مصنفوں سے لکھی ہوئی سے دوستی اور پیار ڈالو۔ اور اس طرح پڑہو کہ کوئی نہ کوئی بات خیال اور فقرہ رو زیاد رہے۔ تا کہ جب اکیلے بیٹھے ہو اور جی اُداس ہوتا ہو تو جھٹ کسی بڑے آدمی سے بات شروع کر دو۔ یعنے کسی بڑے لکھنے والے کی کوئی بات خیال میں لاؤ اور اُس پر دھیان کرو۔ سب بڑے آدمی نہیں ہو سکتے لیکن سب بڑے آدمیوں کی کتابیں

شہر انبالہ میں مسیحی میلہ سنہ ۱۸۹۶ء

لودیانہ پرسبٹیری کی طرف سے شہر انبالہ میں ایک مسیحی میلہ ۳۱۔ اکتوبر سے ۲ نومبر تک منعقد ہوگا۔ اس میلہ کا یہہ مقصد ہے کہ مسیحی خدمت گذار اور دیہاتی مسیحی ایک جگہہ جمع ہوکر روحانی فائدہ حاصل کریں + اس لئے ہم ہر ایک مسیحی بھائی اور بہن کو اس میلے میں شامل ہونے کے لئے دعوت دیتے ہیں اور ہم یہہ بھی اُمید کرتے ہیں کہ تمام مسیحی بھائی بہن اس میلے کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔ تاکہ ہر ایک کو اس میلے سے فائدہ حاصل ہو۔ اور سب اپنی خدمت کے لئے تازہ دم ہوکر جائیں اور عام مسیحی خداوند میں مضبوطی حاصل کریں۔ اور اس میلے کا اس صورت سے انتظام ہوگا +

۱۔ ہر ایک بھائی بہن اپنے اپنے کرایہ سے آئیگا۔ کرایہ کا بوجھہ کمیٹی نہیں اُٹھائیگی۔ اس لئے کہ کمیٹی کے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے +

۲۔ دیہاتی مسیحی بھائیوں کو اور مسیحی خدمت گذاروں کو جنکی آمدنی ۲۲ روپیہ سے کم اور مجرد جنکی ۱۵ روپیہ سے کم ہوگی۔ اُن کو ۳ر روزانہ خوراک کے واسطے کمیٹی سے مدد ہوگی۔ اور ان کے کھانے کے لئے کمیٹی ایک بھٹیارے کو ان کی رہائش گاہ کے نزدیک رکھیگی۔ تاکہ ہر ایک شخص اپنی اپنی مرضی کے مطابق کھانا مول لیکر کھاوے +

۳۔ جو صاحبان اپنے کھانے کا انتظام مذکورہ بالا انتظام سے علیحدہ چاہتے ہیں۔ تو وہ صاحبان میلے سے ۱۵ یوم پیشتر پادری جے۔ ایم۔ مکوم صاحب کے پاس اپنے نام بھیجدیں۔ اور ان کو کھانا گذشتہ پرسبٹیری کے وقت کے کھانے کے موافق ملے گا۔ اور ان سے ۸ر فی یوم فی کس کے لئے چارج کئے جائیں گے +

میلے کا پروگرام

سنیچر ۳۱۔ اکتوبر صبح کو ۷ بجے سے ۸½ ساڑھے آٹھہ بجے تک "شکرگذاری تمام سال کی برکتوں کے لئے"۔ ڈاکٹر آر تھیکیل اور پادری اے۔ پی۔ کیلسو۔

پھر گیارہ بجے سے ایک بجے تک۔ "مسیحی ہونا کیا ہے"۔ پادری آرتھر ایچ۔ یوئنگ۔ پادری رلارام۔ مسٹر کے۔ بی۔ سرکار +

پھر شام کو چھہ بجے سے آٹھہ بجے تک۔ "روح سے بھری ہوئی زندگی"۔ پادری طالب الدین۔ پادری پریم داس۔

اتوار نومبر یکم

صبح کو سات بجے سے ساڑھے آٹھہ بجے تک "مسیح میں بہنا" پادری سمتھہ اور پادری ایچ گورک ناتھہ۔

دوپہر گیارہ سے ایک بجے تک۔ "غالب زندگی" ڈاکٹر ایس۔ ایچ۔ کیلاگ۔ مسٹر جارج لوئیس۔ اور پادری جے۔ سی۔ آر یونگ ڈی ڈی۔ پھر ایک بجے سے ڈیڑہ بجے تک۔ "عشائے ربانی" پادری جان بی ڈیلس۔

شام کو چھہ بجے سے آٹھہ بجے تک۔ "مسیحی محبت" ڈاکٹر جے۔ جے۔ لوکس اور پادری جے۔ اے لڈل۔

پیر نومبر دویم

صبح سات سے ساڑھے آٹھہ تک۔ "میوہ لانا" ڈاکٹر سی ڈبلیو۔ فورمن۔ اور پادری پی سی اوپل۔

دوپہر گیارہ سے ایک بجے تک۔ "ہمارا کھیت اور کام" مسٹر ایم۔ وائلی۔ اور پادری بی بی رائے۔

شام چار بجے سے سٹریٹ پرسیشن (نگر کیرتن) اور منادی میں منادی +

پھر شام سات سے آٹھہ تک پریم بھوجن اور رخصت۔

راقم

انتظام کنندہ کمیٹی

شعر و سخن

غزل

خورشید نادم ست زتاب جمال تو
بر روئے لالہ داغ شد از عشق خال تو

مرغ دلم نخواست کہ بیروں پرد زدام
بازوے او شکست ولیکن خیال تو

بر روئے خلق ثانی و مثل تو کے بود
در عالم مثال ندیدم مثال تو

من دامن خیال تو از دست چوں ہم
حاصل نے شود سرزلف وصال تو

عشق ست و سر زدن بدر رنج و غم محب
آخر نے شود ہمہ عمرے ملال تو

الراقم۔ پریو کمار چودھری متخلص بہ محب

---

۳ ۳

اِطلاع

کرسچن بوائز ہائی سکول لودیانہ پھر ۳ تاریخ اکتوبر کو کھلیگا۔ تین سکالرشپ اڑھائی اڑھائی روپیہ کی شروع اکتوبر سے مڈل پاس شدہ کے لئے طلبا کو مل سکتی ہیں۔ درخواست پرنسپل سکول مذکور لودیانہ کے نام آنی چاہئے +

---

۲ ۲

ضرورت

شارلٹ ہسپتال لودیانہ کیلئے ایک نیک مسیحی میٹرن کی ضرورت ہے۔ درمیانہ عمر کی بیوہ کو ترجیح دیجاویگی۔ درخواستیں جس میں لیاقتیں وعمر درج ہو معہ سارٹیفکٹ مس۔ گرینفیلڈ لودیانہ کے نام بھیجنی چاہئیں +

پادری اے۔ ایچ۔ لوئنگ صاحب۔ اڈیٹر ان چیف۔ منیجر نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں اے ہیمو وائلی کے اہتمام سے چھپا